نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

حضورؐ آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا
اسیروں کنیزوں پہ کیا کچھ گزرتی مصیبت کے ماروں کا کیا حال ہوتا
حضورؐ آپ آئے تو آئیں بہاریں ہر طرف صلے علیٰ کی پکاریں
مہینوں میں گر ربیع الاول نہ ہوتا تو پھر ان بہاروں کا کیا حال ہوتا
ادب سے کھڑے ہیں ملائک سارے کہ تشریف لائے ہیں آقاؐ ہمارے
وہ معراج کی شب عرش پر نہ جاتے تو چاند اور تاروں کا کیا حال ہوتا
سب انبیاء ہیں سلامی کو آئے کہ یوسفؑ بھی بیٹھے ہیں سر کو جھکائے
ان سب میں گر کملی والے نہ ہوتے تو لاکھوں ہزاروں کا کیا حال ہوتا
حضورؐ آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا
محشر میں ہم سب گھبرا گئے تھے دوزخ کی آتش سے تھرا گئے تھے
حضورؐ آپ اگر نہ ہمیں بخشواتے تو ہم گناہ گاروں کا کیا حال ہوتا
حضورؐ آپ آئے تو دل جگمگائے ورنہ لاچاروں کا کیا حال ہوتا

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج کے ایجنڈے پر محکمہ خزانہ اور تحفظ ماحولیات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

پی آئی سی میں جعلی ادویات سے ہونے والی ہلاکتوں پر بحث کو بذریعہ قائد ایوان سمیٹنے کا مطالبہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔مستی خیل صاحب! ذرا ان کی بات ہو جائے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔جناب سپیکر! آخری دن وزیر قانون نے یہاں House میں یہ وعدہ کیا تھا کہ جعلی دوائیوں کے سلسلے میں جو بحث ہے اسے وزیر اعلیٰ پنجاب سمیٹیں گے۔آج یہ اجلاس ختم ہونے والا ہے اس لئے میں حکومتی بھائیوں اور آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے وعدہ ہوا تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب اس بحث کو سمیٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔اب آپ خدا کو حاضر ناظر کر کے فیصلہ کریں کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے، ہماری کیا غلطی ہے؟ آپ کے سامنے وعدہ کیا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ آکر بحث سمیٹیں گے۔ہم نے سارے ذاتی مسائل ختم کئے یہاں پر آدھا دن بحث ہوئی اور بہت سارے ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا، آج باقی دوست بحث کر لیتے اور وزیر اعلیٰ آکر سمیٹ دیتے۔ہم نے یہ بھی یقین دلایا تھا کہ وہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، ہماری طرف سے کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہو گی لیکن افسوس کہ انہوں نے آج بھی اس House میں آنا اپنی توہین سمجھی۔اب ہم مجبور ہو کر لاء منسٹر کے خلاف تحریک استحقاق دیں گے چونکہ ہمارے پاس اب کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ہم کدھر جائیں، ہمیں صرف یہ بتا دیں کہ ہماری غلطی کیا ہے؟ ہم نے کون سا جرم کیا ہے جس کی ہمیں یہ سزا مل رہی ہے، آٹھ کروڑ عوام کو یہ سزا مل رہی ہے کہ ان کے وزیر اعلیٰ اسمبلی سے بھاگے ہوئے ہیں۔ہم نے آپ سے گزارش کی تھی کہ آپ ایک اشتہار دے دیں کہ ہمارا وزیر اعلیٰ، ہمارا قائد ایوان اسمبلی سے بھاگا ہوا ہے۔یہ میرے محترم بھائی قابل احترام ہیں اور اپنے حلقوں سے منتخب ہو کر آئے ہوئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! پہلے پوچھ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے commitment کے بارے میں پوچھ لیں پھر آپ دوبارہ بات کر لینا۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انہیں کہاں سے یہ information ملی کہ چیف منسٹر صاحب اس بحث کو نہیں سمیٹنا چاہتے؟ یہ میرے علم میں نہیں اور انہوں نے بار بار کہا کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ جمعہ کے روز اس بحث کا آغاز ہوا اور قائد حزب اختلاف کے مطالبے پر ہی ہوا تھا، میں نے چیف منسٹر صاحب سے یہ request اس سے دو دن قبل کی تھی کہ PIC کی reaction medicines پر جو بحث ہو گی اسے آپ آکر سمیٹیں اور اس میں جو ساری صورتحال ہے جس پر آپ نے پریس کانفرنس بھی کی ہے، آپ وہاں ایوان کے سامنے بھی سارا معاملہ رکھیں تو انہوں نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا۔ اب وزیر اعلیٰ عمومی طور پر قائد حزب اختلاف کی طرف سے اٹھائے گئے نکات اور تجاویز پر respond کرتے ہیں۔ باقی معزز ممبران کی تقاریر اور تجاویز بھی اپنی جگہ اہمیت رکھتی ہیں لیکن اس House کے rules کے مطابق قائد حزب اختلاف کا اپنا ایک مقام ہے، کل وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے اجلاس کی کارروائی تو مجھے بھجوائی ہے لیکن قائد حزب اختلاف کی تقریر تو بھجوائی ہی نہیں ہے۔ میں وہاں پر اس کا کیا جواب دیتا کہ قائد حزب اختلاف اتنے انتہائی اہمیت کے مسئلے پر، بحث کا آغاز کروانے کے بعد یعنی بحث ان کے کہنے پر ہو رہی ہے لیکن انہوں نے آغاز کرنا مناسب نہیں سمجھا اور یہ چلے گئے۔ اس کے بعد باقی ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا تو میں نے ان کو بتایا کہ قائد حزب اختلاف نے اس پر آج یعنی جمعہ کے روز تقریر نہیں فرمائی اب شاید Monday کو وہ اپنی بات کریں گے تو انہوں نے کہا کہ پھر قائد حزب اختلاف کی تقریر جونہی ہو آپ اس سے مجھے فوری طور پر آگاہ کریں۔ اس کی وجہ کہ اس دن جمعہ کے دن جو تقاریر ہوئی ہیں وہ چیف منسٹر کے سامنے تھیں انہوں نے کہا کہ لاء منسٹر صاحب اس میں تو دو ہی چیزیں ہیں ایک لوٹا لوٹا اور ایک ہانڈی ہانڈی اب اگر میں نے وہاں جا کر ہانڈی پر، بحث کو سمیٹنا ہے تو پھر مجھے بتائیں کہ میں اس ہانڈی کو کس طرح سمیٹوں اور لوٹا لوٹا کو کس طرح سمیٹوں۔ میری گزارش ہے کہ اس

دن medicine reaction پر جو بحث ہوئی ہے آپ وہ کارروائی قائد حزب اختلاف کو دکھا دیں۔ قائد حزب اختلاف آج اپنا اظہار خیال فرمائیں باقی ممبران بھی فرمائیں بالکل چیف منسٹر صاحب House کو جوابدہ ہیں اور انشاء اللہ وہ جواب دیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہاں پر بات ہوئی تھی کہ بحث کرنی ہے، ہمارے پارلیمانی لیڈر نے بحث کی اور بھی بہت سارے دوستوں نے بحث میں حصہ لیا، حکومت کی طرف سے بھی دوستوں نے بحث میں حصہ لیا۔ اگر مجھے بحث کے لئے کہتے ہیں تو آپ rules suspend کریں میں ابھی بحث شروع کرتا ہوں اور اس کے بعد وزیراعلیٰ آکر جواب دے دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز ممبران: جی، rules suspend کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بالکل قائد حزب اختلاف کو اس بات کی یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ اپنی بحث کریں، یہ تجاویز دیں میں ان کی تقریر کی کاپی وزیراعلیٰ تک پہنچاؤں گا اور وہ اس House میں آکر اس کا جواب دیں گے۔ آج اجلاس prorogue ہوا تو وہ next اجلاس میں دے دیں گے اور اگر اجلاس آج prorogue نہیں ہوتا، کل یا پرسوں پر جاتا ہے تو وہ کل یا پرسوں آکر جواب دیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے "شیم شیم" کی آوازیں)

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): "اوئے جھوٹا ای"

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! یہ انداز مناسب نہیں۔ پہلے تحمل کے ساتھ ان کی بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر آج اجلاس prorogue نہیں ہوتا، کل یا پرسوں پر جاتا ہے تو وزیراعلیٰ صاحب کل یا پرسوں آکر جواب دیں گے۔ یہ میرے علم میں ہے اور نہ ہی وزیراعلیٰ کے علم میں ہے کہ قائد حزب اختلاف کی تیاری ہو گئی ہے اور انہوں نے آج تقریر کرنی ہے۔ اب مجھے یہ بھی علم نہیں کہ انہوں نے کیا تقریر کرنی ہے؟ وزیراعلیٰ صاحب اتنے فارغ تو نہیں بیٹھے کہ میں ان کی تقریر کی کاپی لوں، وزیراعلیٰ صاحب کو دوں اور وہ فوری طور پر آکر ان کی تقریر کا جواب دے دیں۔ اس طرح کا روّیہ بالکل نامناسب ہے۔ اس طرح کے روّیے سے قائد حزب اختلاف اور نہ ہی

کوئی قائد ایوان کو مجبور کر سکتا ہے بلکہ اس قسم کے روّیے پر تو rules اجازت نہیں دیتے کہ آپ کسی عام ممبر کو بھی کہیں کہ بھئی! یہ شرط ہے اور اس شرط پر آپ نے اس time limit میں جواب دینا ہے۔ یہ روّیہ مناسب نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! انتہائی افسوس کی بات ہے کہ الفاظ کے ہیر پھیر میں ہمیں الجھایا جا رہا ہے۔ ہم نے سب چیزوں کو ایک طرف رکھ کر پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے معاملات پر بحث کرنے کا مطالبہ کیا۔ یہ مان کیوں نہیں لیتے کہ وزیر اعلیٰ ان کی بات نہیں سنتے؟ ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ وہ ان کی ذرا عزت نہیں کرتے، ان کے کئے ہوئے وعدے کو کچھ نہیں سمجھتے۔ اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ان کی کوئی قدر اور عزت نہیں۔ انہوں نے اس House میں commitment کی کہ وزیر اعلیٰ یہاں پر آ کر بحث کو conclude کریں گے لیکن وزیر اعلیٰ نے ان سے کہہ دیا ہے کہ میں نے نہیں آنا۔ میں اس پر تحریک استحقاق بھی دوں گا۔ یہ خود شرمندہ ہو کر آج House میں آئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر ان میں ذرا سی شرم ہوتی تو یہ آج کہہ دیتے کہ میں وزیر قانون کی حیثیت سے استعفیٰ دیتا ہوں۔ اب یہ کس شکل میں اس کو defend کر رہے ہیں، یہ کس طرح سے ایسی بات کر رہے ہیں؟ مجھے تو اپوزیشن والا رانا ثناء اللہ چاہئے جس نے حق کی بات کی تھی۔ آج وزیر قانون کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ وزیر اعلیٰ صاحب! میں ایسی وزارت پر لعنت بھیجتا ہوں اگر آپ میری کی ہوئی commitment پوری نہیں کرتے تو پھر میں آپ کی ٹیم کا حصہ ہوں اور نہ ہی آپ میری ٹیم کا حصہ ہیں۔ انتہائی افسوس کی بات ہے، اب یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ قائد حزب اختلاف نے بحث نہیں کی اس لئے وزیر اعلیٰ نہیں آئے۔ یہ ہمیں اس طرح سے چکر نہ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں قائد حزب اختلاف، رانا صاحب اور دوسرے معزز ممبران کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر آج یو۔ای۔ٹی یونیورسٹی سے طالب علم آئے ہوئے ہیں اور وہ House کی کارروائی دیکھ رہے ہیں۔ ہم سب ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ راجہ ریاض صاحب اب اپنی تقریر شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کے لئے پہلے ہمیں rules suspend کرنے پڑیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ کہوں گا کہ وہ اتنے چالاک اور ہوشیار نہیں ہیں کہ ہم ان کی بات سمجھ نہ سکیں۔ وہ اتنی مہارت نہیں رکھتے جتنی وہ اپنی وفاداری ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا کے واسطے شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار نہ بنیں اور اس House کے تقدس کا خیال رکھیں۔ ہم صرف اتنی درخواست کر رہے ہیں کہ یہ ایک انتہائی حساس معاملہ ہے اور اس کی نزاکت کو سمجھیں۔ وزیر اعلیٰ کے غلط فیصلوں کی وجہ سے آج پھر ایک عمارت گری ہے اور کچھ لوگ وفات پا گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جس کو غلطی سے ہم نے ووٹ دیئے ہوئے ہیں اور ہم بھی اس جرم میں شامل ہیں۔ اس [***] نے آج پھر یہاں House میں آنے سے انکار کر دیا ہے۔ وزیر قانون صرف اٹھ کر معافی مانگ لیں کہ میں نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں ہو سکا اس لئے میں معافی چاہتا ہوں تو ہم ان کو معاف کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اُس دن بھی یہ الفاظ حذف کرائے تھے آج پھر میں کہتا ہوں کہ ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو اچھے نام سے یاد کیا جانا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف میرے لئے محترم ہیں اور وہ میرے بھائی ہیں۔ جب جمعہ کے دن بحث ہوئی تو میں سارا وقت یہاں House میں موجود رہا ہوں۔ اس دن جو بحث یہاں پر ہوئی اگر قائد حزب اختلاف یہاں پر موجود ہوتے تو وہ خود یہ کہتے کہ اس بحث کو سمیٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب آج انہوں نے ایک دم challenge کی صورت میں کہہ دیا ہے کہ میں تقریر شروع کر دیتا ہوں۔ اب یہ میرے علم میں نہیں تھا کہ وہ اس تیاری سے آئے ہیں۔ اگر وہ اس معاملے پر بات کرنا چاہتے ہیں تو بسم اللہ کریں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ کیا وزیر اعلیٰ کو تقریر سنانی زیادہ اہم ہے یا اس انتہائی اہمیت کے مسئلے پر بات کرنا اہم ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ بات کرنا اہم ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ motion آتی ہے کہ rules کو suspend کر کے بحث شروع کی جائے تو میں اور حکومتی بنچ تیار ہیں لیکن بات کو اس انداز میں لانا جس سے یہ لگے کہ آپ کچھ dictate کر رہے ہیں تو اس طرح کی dictation مناسب نہیں اور اس طرح کی dictation سے تو کوئی بھی نہیں آئے گا۔ میں اگر کل اس بات کی dictation دوں کہ قائد اختلاف، ان کا پارلیمانی لیڈر یا فلاں صاحب اتنے بجے، کل یا آج ضرور آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی dictation تو کوئی بھی قبول نہیں کرے

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

گا۔ باقی انہوں نے مجھے یہ مشورہ دیا ہے کہ میں اس وزارت کے اوپر لعنت بھیج دوں تو میرے بھائی نے اسی لعنت کو تین سال سے گلے لگا کر رکھا اور پھر ہم نے ان کو نکالا ہے۔ انہوں نے اس لعنت کو تین سال بعد بھی نہیں چھوڑا اور ہم نے خود ان کو نکالا ہے۔ آپ اپنی بات کریں، حکومت House میں موجود ہے اور اس کا جواب دیا جائے گا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس کا جواب وزیر اعلیٰ دیں تو وہی دیں گے لیکن اس قسم کی dictation نہ دیں کہ ابھی آ کر، آدھے گھنٹے یا چالیس منٹ بعد آ کر جواب دیں۔ اس قسم کی dictation نہیں چلے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! میرے لئے آپ محترم ہیں اور میں آپ سب کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ آپ کی proceedings پوری قوم دیکھ رہی ہوتی ہے۔ آپ نے commitment کے حوالے سے جو بات کی ہے اس پر وزیر قانون نے بڑا categorically کہا ہے کہ جس وقت آپ اپنی بحث کو سمیٹ لیں گے تو اس کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب ہی آ کر دیں گے۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس تقریر کی کاپی وزیر اعلیٰ کو بھیجوں گا اور پھر وہ کل یا پرسوں آ کر اس کا جواب دیں گے لیکن یہ اجلاس تو آج ختم ہو رہا ہے۔ یہ کس کو پاگل بنا رہے ہیں، کیا آپ بھی ان کی باتوں میں آ گئے ہیں، مجھے آپ سے یہ توقع نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، ایسا نہیں ہے۔ میری عرض سن لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): بڑے افسوس کی بات ہے کہ ڈیڑھ سو لوگ مر گئے اور یہ مذاق کر رہے ہیں۔ یہ پوری قوم کو مذاق کر رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! ان سے یہ پوچھا جائے کہ انہوں نے اس دن بحث کیوں نہیں کی، قائد حزب اختلاف نے اس انتہائی اہمیت کے مسئلے پر بحث کا آغاز کیوں نہیں کیا؟ آپ مجھے اس House کی روایات بتائیں کہ اتنی اہمیت کا حامل معاملہ ہو اور اس پر قائد حزب اختلاف بحث کو open نہ کریں کیا اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا ہے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! روایات یہ بھی ہیں کہ وزیر اعلیٰ House میں آیا کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نولاٹیا صاحب! controversy میں نہ پڑیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس وقت کوئی controversy create نہ ہو۔ صرف قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون بات کریں تاکہ ہم اس مسئلے

کو resolve کر لیں۔ راجہ صاحب! وزیر قانون نے یہ کہا ہے کہ جب بھی کوئی اہم نوعیت کا مسئلہ ہوتا ہے تو بحث کا آغاز ہمیشہ قائد حزب اختلاف کرتے ہیں، اس کے بعد پھر وزیر اعلیٰ صاحب آ کر اس کا جواب دیتے ہیں اور بحث کو conclude کرتے ہیں۔ وزیر قانون صاحب اب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ بحث کا آغاز کر دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر آج اجلاس prorogue ہو رہا ہے تو ہم فوری طور پر اجلاس دوبارہ بھی بلا سکتے ہیں کیونکہ ابھی بیس بائیس دن پڑے ہوئے ہیں جو کہ ہم نے ویسے بھی پورے کرنے ہیں اس لئے یہ کوئی ایسا issue نہیں ہے۔ اب آپ فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ وزیر قانون قابل احترام ہیں اور ہمارے لئے وزیر اعلیٰ بھی قابل احترام ہیں۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران ہمارے ساتھی اور بھائی ہیں لیکن بات یہ ہے کہ اس روز یہاں پر ہمارے پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے کہا کہ میں بحث کا آغاز کرنا چاہتا ہوں تو میں نے کہا کہ چلیں آپ کر لیں حالانکہ میں یہاں پر موجود تھا۔ اس روز بہت سے دوسرے دوستوں نے بھی بحث کی تھی۔ آپ میرے خیال میں نہیں تھے اس روز رانا ثناء اللہ نے سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ وعدہ کیا تھا کہ میں جا کر floor پر یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ چیف منسٹر آ کر بحث کو سمیٹیں گے اب بجائے اس کے کہ حکومت اور اپوزیشن کی طرف سے بہت سے دوستوں نے بڑی اچھی باتیں کیں اور اُس میں بہت سی تجاویز آ گئیں۔ ہم بے وقوف ہیں، وہ بے وقوف ہیں اور نہ قوم بے وقوف ہے۔ اس جان لیوا دوائی کی وجہ سے ڈیڑھ سو لوگ اس دنیا میں نہیں رہے۔ یہ انتہائی توجہ کا معاملہ ہے اس لئے ہماری گزارش تھی کہ چیف منسٹر آ جائیں اور انہوں نے یہ وعدہ بھی کیا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آپ کو، قوم کو اور ہمیں الفاظ کے ہیر پھیر سے رانا ثناء اللہ صاحب بہلا رہے ہیں۔ مجھے اس بات کی بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ جب وزیر قانون بات کرتے ہیں تو میرے یہ زندہ ضمیر والے بھائی ڈیسک بجا رہے ہیں، ڈیسک بجانے والوں کو شرم سے مر جانا چاہئے کہ آپ ایک وعدہ کر کے گئے ہیں۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی سے یہ گزارش ہے کہ یہ بجائے اس کے کہ اس controversy کو prolong کریں، قائد ایوان کی اُسی طرح سے ذمہ داری ہے جس طرح سے قائد حزب اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس انتہائی اہمیت کے حامل معاملہ کے اوپر بات کریں۔ میں نے پہلے بھی آپ سے یہ گزارش کی ہے کہ آپ suspend rules کر کے قائد حزب اختلاف کو floor دیں کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اس لئے وہ اس کے اوپر اپنی ذمہ داری

نبھائیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قائد ایوان بھی اپنی ذمہ داری نبھائیں گے۔اس بات کو خواہ مخواہ اس بحث میں نہیں اُلجھانا چاہئے کہ اس کو ضد کی نذر کرنا کہ ابھی آئیں، دس منٹ بعد آئیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بارہ میں تھوڑا فراخدلی سے کام لینا چاہئے، ان کی بھی تو ذمہ داری ہے یہ اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اس معاملہ پر بات کریں، اپنی تجاویز دیں، ان کی تجاویز حکومت کے لئے رہنمائی کا باعث ہوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے commitment بھی کی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات بالکل درست ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے تو یہ اس پر اپنی بات کریں۔ باقی دوست بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو سب کو اس معاملہ پر بات کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ اگر قائد حزب اختلاف اس معاملہ پر بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم اس بات پر agree ہیں کہ آپ suspend rules کریں اور قائد حزب اختلاف کو بات کرنے کے لئے اُن کو floor دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! simple سی بات ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے جو بات کی تھی آپ اُس کو نکلوا کر پڑھ دیں، اُس کے بعد آپ جو فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے رانا ثناء اللہ صاحب اور راجہ صاحب کی بات بھی سُنی۔ ایک بات تو یہ ہے کہ جب بھی کوئی اہمیت کی حامل بات ہو تو چیف منسٹر پابند نہیں ہیں کہ وہ کسی بحث کو wind up کریں۔ وہ ویسے بھی آ کر اس House کو اعتماد میں لیتے ہیں اور اُن کو ایسا کرنا بھی چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر قانون کی طرف سے commitment ہے کہ چیف منسٹر نے آنا ہے اور اگر چیف منسٹر نہیں آئیں گے تو قائد حزب اختلاف نے اس معاملہ پر بحث نہیں کرنی۔ میری یہ گزارش ہے اور جیسے رانا صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ بہت بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے کہ دوائی لینے سے سو سے زیادہ لوگوں کی جانیں ضائع ہو گئیں ہیں تو یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور حکومت نے اس معاملہ پر پریس کانفرنس بھی کی ہے اور چیف منسٹر آ کر اس House کو پورے اعتماد میں لیں گے۔ راجہ صاحب جو commitment کے بارے میں فرما رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کو اس بات پر زور ہی نہیں دینا چاہئے کہ اگر وہ House میں آ کر اس House کو اعتماد میں نہیں

لیتے تو پھر پوری عوام دیکھ رہی ہے۔ان کی commitment کی تو بات ہی نہیں ہے جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا کہ راجہ صاحب اپنی بات کریں اور چیف منسٹر صاحب آ کر بات کریں گے اس بات پر بھی میرا اعتراض ہے کہ چیف منسٹر صاحب آ کر اس بحث کو سمیٹیں کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ چیف منسٹر آ کر ہر بحث کو سمیٹتا ہے۔ میں تو اس معاملہ کی اہمیت کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پورا House اس بات پر feel concern کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ چیف منسٹر صاحب اس House کو کیوں نہیں اعتماد میں لیں گے۔ اس commitment کے بارے میں میرا اعتراض ہے کہ یہاں کوئی معاہدہ لکھا جاتا ہے کہ فلاں آ کر یہ بات کرے گا، وہ اسی House کے ممبر ہیں، اس House نے اُن کو اعتماد دیا ہوا ہے، اسی House کی وجہ سے وہ چیف منسٹر ہیں، وہ اس House کو اہمیت دیتے ہیں اور ہمیشہ اس House کو اہمیت دیں گے اور وہ اس بات کو بھی ضرور اہمیت دیتے ہوئے اس House کو اعتماد میں لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس وقت معزز House میں تقریباً سوا سو کے قریب ممبران بیٹھے ہیں اور یہ تین سو ستر ممبران کا House ہے، باقی ممبران یہاں پر موجود نہیں ہیں تو کیا میرے پاس، آپ کے پاس، قائد حزب اختلاف کے پاس یا یہاں پر بیٹھے کسی ممبر کے پاس یہ اختیار ہے کہ جو ممبران یہاں پر موجود نہیں ہیں ان میں سے کسی ممبر کو کوئی روک سکے یعنی اگر اگلے پانچ منٹ میں قائد حزب اختلاف اپنی بات شروع کرتے ہیں اور اگلے پانچ، دس یا پندرہ منٹ میں چیف منسٹر اگر فیصلہ کرتے ہیں کہ میں نے House میں جانا ہے اور وہاں جا کر بات کرنی ہے۔ He is in town. تو کیا اُن کو روکا جا سکتا ہے؟ کوئی رول نہیں ہے کہ اُن کو روکا جا سکے اور اسی طرح rules میں یہ بات بھی نہیں ہے کہ قائد حزب اختلاف اب چلے جائیں یا کوئی اور ممبر چلا جائے یا اگر کوئی ممبر نہیں آیا تو اُسے زبردستی یہاں پر لایا جائے، حالانکہ Chair کے پاس بھی کوئی ایسا rule نہیں ہے کہ وہ زبردستی کسی کو حکم کرے کہ آپ نے اتنے بجے House میں حاضر ہونا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں اور جس طرح سے نوانی صاحب نے بھی فرمایا کہ یہ لاحاصل بحث ہے، قائد حزب اختلاف اس معاملہ پر اپنی بات کریں کیونکہ اتنے بڑے سانحہ سے متعلق اُن کی اپنی ایک ذمہ داری ہے اور اُن کی باتوں کا جواب دینا میری ذمہ داری ہے، چیف منسٹر کی

ذمہ داری ہے، حکومت کی ذمہ داری ہے اور باقی حکومتی لوگوں کی بھی ذمہ داری ہے تو انشاء اللہ ہم اپنی ذمہ داری نبھائیں گے وہ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر تو consensus develop ہو رہا ہے تو ہم rules suspend کر کے فوری طور پر بحث شروع کر دیتے ہیں۔ جی، سوہنا صاحب!

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! میں آپ سے عرض کروں کہ گزشتہ آٹھ دس دن سے اس House کے اندر جو کچھ ہو رہا ہے اور جس طرح سے ہم ایک دوسرے کے ساتھ مخاطب ہو رہے ہیں یقین کیجئے اس House کی اس نمائندگی کی عزت میں اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس کے وقار میں کمی ہوئی ہے۔ اب اس House کی عزت اور وقار کو کس نے قائم کرنا ہے؟ اس House کی عزت اور وقار کو قائد ایوان نے مقرر کرنا ہے، قائد ایوان نے اس طرح سے روّیہ اپنانا ہے کہ اس ایوان کی داڑھی کسی اور کے ہاتھ میں نہ جائے۔ یہ کیا بحث ہے کہ قائد حزب اختلاف اس معاملہ کے اوپر گفتگو شروع کریں؟ بات تو اس معاملہ پر بحث کے آغاز سے پہلے کی ہے کہ جب اس اسمبلی کا اجلاس ہو رہا تھا تو چیف منسٹر صاحب کو خود آ کر اس اتنے بڑے واقعہ کے اوپر ایوان کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا اس پر بحث کی تو ضرورت ہی نہیں۔ آپ نے بھی چیف منسٹر صاحب کا یہ بیان پڑھا ہو گا جیسا کہ وہ جذباتی انداز میں کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ "خدا کی قسم! میں سپریم کورٹ میں جا کر حلفاً بیان دینے کے لئے تیار ہوں کہ کس نے ڈینگی کے سلسلہ میں کوئی منصوبہ سازی کی۔" یہاں سے اسلام آباد جا کر حلف کے اوپر تو بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہم تو یہاں پر بغیر حلف کے اُن کی بات سُننے کے لئے تیار ہیں۔ وہ اس House کے قائد ہیں، وہ عدلیہ کے ساتھ کیوں اپنی کسی وابستگی کا اظہار کر رہے ہیں، وہ عدلیہ کے ساتھ کیا کوئی رشتہ داری بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، ہمارا اُن کے ساتھ رشتہ ہے، وہ یہاں پر تشریف لائیں اور میں آپ سے عرض کروں آپ یقین کیجئے کہ اگر اس وقت اُن کے اندر یہاں کھڑے ہو کر سچ بیان کرنے کی طاقت نہیں ہے تو ہم دعا کئے دیتے ہیں کہ اللہ اُن کو یہاں آ کر سچ بولنے اور حقائق بیان کرنے کی طاقت دے۔ میں آخری بات کہتا ہوں کہ اس ایوان کی طاقت کے ہوتے ہوئے، اس ایوان کا ممبر ہوتے ہوئے، اس ایوان کا قائد ایوان ہوتے ہوئے وہ کہیں اور جا کر حقائق بیان کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس ایوان کی نفی کر رہے ہیں اور وہ اس ایوان کی نفی نہ کرتے اگر انہوں نے ایک حقیقی جمہوریت کے نتیجہ میں سیاسی جنم لیا ہوتا۔ آج وہ یہاں پر تشریف لائیں ہم ادب کے ساتھ اُن کی بات سُنیں گے، پنجاب کے لوگ ادب کے ساتھ اُن کی بات سُنیں گے اور ہم حقائق کے اوپر اُن کا ساتھ دیں گے۔ میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ اگر چیف منسٹر House میں آ

کر ممبران کو مطمئن کریں کہ پنجاب کے خلاف کس نے سازش کرنے کی کوشش کی ہے تو ہم بھی پنجاب کے حقوق کے بہت بڑے علمبردار ہیں لیکن ہمارے علم میں تو کچھ لایا جائے اور اس House کو تو بتایا جائے کہ پنجاب کے خلاف کہاں سازش ہو رہی ہے؟ اگر چیف منسٹر پنجاب نے وہاں کھڑے ہو کر اس صوبہ کے خلاف ہونے والی سازش کا اظہار نہ کیا تو ہم سمجھیں گے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اس صوبہ کے عوام کے حقوق کی سب سے زیادہ نفی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زعیم قادری صاحب!

سید زعیم حسین قادری: جناب سپیکر! میرا خیال ہے، یہ بڑی سیدھی سی بات ہے اور جمہوری روایات بھی اسی بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جس طرح کی recommendations اور commitments رانا ثناء اللہ صاحب نے پیش کی ہیں۔ اس کے بعد صرف point scoring کے لئے جناب چیف منسٹر کی جمہوریت پسندی اور ان کی vibrant straightforward اور سیدھی سیاست کو jeopardized کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے میں اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ رانا ثناء اللہ خان سے لے کر عام کارکن تک پچھلے دس سال پاکستان مسلم لیگ (ن) نے جمہوریت اور جمہوری اقدار کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اس بات کی تاریخ گواہ ہے۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) نے ہمیشہ جمہوری اقدار کی پابندی کی ہے اور اس کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ اب رانا ثناء اللہ صاحب نے اس بات کی گارنٹی واضح طور پر دے دی ہے تو مجھے صرف ایک سوال کرنا ہے کہ آخر کیوں؟ قائد حزب اختلاف جو اس ایوان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور یہاں دوسرے بڑے عہدے پر فائز ہیں وہ کیوں اپنی تقریر کر کے مزید وقت ضائع کئے بغیر House کو آگے لے کر جانے کی بات نہیں کرتے؟ یہاں یہ کہا گیا کہ ہم عدلیہ کے ساتھ کسی قسم کی نزدیکی کا اظہار کر رہے ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے واضح طور پر یہ بات کہی کہ اگر سپریم کورٹ اس بات کا suo-moto action لے اور مجھے بلائے تو پھر میں جا کر یہ تمام بات اس کے سامنے رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ آج صاف ستھری اور طاقتور عدلیہ سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ اس کے لئے پیپلز پارٹی نے بھی قربانیاں دی ہیں، ہم نے بھی قربانیاں دی ہیں اور پوری قوم نے قربانیاں دے کر اس ملک میں عدلیہ کو بحال کرایا ہے۔ اب ایسا کیا ہو گیا ہے؟ اس بارے میں سوچا جائے کہ وہ لوگ جو سڑکوں پر پاکستان مسلم لیگ (ن)، وکلاء، میڈیا اور دوسری قوتوں کے ساتھ بحالی عدلیہ کی تحریک میں موجود تھے آج کیوں وہ اپنے چند چھوٹے سے فوائد اور مذموم عزائم کے لئے اس قوم کے اتنے بڑے credit اور فائدے کو خراب کر رہے ہیں کہ پوری دنیا میں پہلی بار پاکستان کا نام عزت سے لیا جانا شروع

کیا گیا جب ایک آزاد عدلیہ کی تحریک چلی اور اس قوم نے عدلیہ کو بحال کرایا۔آپ آج پھر اپنے چھوٹے چھوٹے مقاصد کے لئے اس کو پھر گہنا رہے ہیں۔ میں معذرت سے کہتا ہوں اگر آپ آج اس پر داغ لگائیں گے تو کل کو پھر ہمیں ان داغوں کو اپنے ہاتھوں سے خود دھونا پڑے گا پھر شاید کوئی صفائی کرنے کی چیز، Glint یا کپڑا ہمارے پاس موجود نہ ہو کہ وہ لگا ہوا داغ ہم دھو سکیں۔آیئے مل کر اس ملک کی عدلیہ پر اعتماد کا اظہار کریں۔ انشاء اللہ العزیز آپ دیکھیں گے کہ رانا صاحب نے جو فرمایا ہے کہ قائد حزب اختلاف خطاب فرمائیں گے تو چیف منسٹر صاحب اس کا جواب بھی دیں گے۔بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ایک بات کہنا چاہوں گا کہ پچھلے ایک ہفتہ سے House کا جو ماحول تھا آج سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ایک دوسرے کی بات کو بڑے تحمل کے ساتھ سنا جا رہا ہے اور اپنا اپنا point of view پیش کیا جا رہا ہے۔ میں اس پر تمام ممبران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم انشاء اللہ پوری کوشش کریں گے کہ آپ کے اور اس House کے تقدس کو بحال رکھیں اور یہ تقدس بحال رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! جب اپوزیشن کو بے شرم، بے غیرت کہا گیا اور باہر media talk میں کتے کی مثال دی گئی تو ہم نے سپیکر چیمبر میں سپیکر صاحب کے کہنے پر مجھے افسوس ہے کہ وہ آج یہاں پر موجود نہیں ہیں اور آپ اس وقت وہاں موجود نہیں تھے۔ ہم نے سپیکر صاحب کے کہنے پر تمام ذاتی معاملات کو ایک طرف رکھا اور خاص طور پر شوکت بسراء صاحب کے بیٹے کے بارے میں لاء منسٹر نے جو الزام لگایا۔ ہم نے وہ بھی ایک طرف رکھ دیا کہ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں اور ہم نے کہا کہ صوبہ میں اس وقت بہت بڑا issue ہے۔یہ گالیاں چھوڑیں، شوکت بسراء کے بیٹے والی بات کو چھوڑیں ہم اس پر بحث کرتے ہیں اور چیف منسٹر آکر اس بحث کو سمیٹیں گے۔آپ کارروائی منگوا لیں لاء منسٹر صاحب نے وعدہ کیا کہ بڑی اچھی بات ہے۔یہ ایک وعدہ اور commitment ہے جو انہوں نے چیمبر میں بھی کی اور یہاں آکر بھی کی تھی۔اسے پوری قوم اور اس House نے سنا کہ چیف منسٹر صاحب آکر اس بحث کو سمیٹیں گے۔اب آج آکر یہ issue کھڑا کر دیا گیا ہے کہ میں نے بات نہیں کی اس لئے چیف منسٹر نہیں آئیں گے۔کیا انہوں نے وہاں پر یہ کہا تھا کہ میں بات کروں گا، آپ وہ پڑھ لیں کہ کیا میں بات کروں گا تو وہ آئیں گے اور اگر میں بات نہیں کروں گا تو وہ نہیں آئیں گے۔یہاں سیدھی سی بات یہ ہے کہ ہم بات کریں یا نہ کریں وہ آکر House کو اعتماد میں لیں۔انہوں نے کہا تھا کہ Monday کو آئیں گے اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم

ان کی dictation نہیں لیں گے۔ ہماری کیا dictation ہے؟ یہ تو ان کا وعدہ ہے۔اگر ہماری dictation ہو تو چیف منسٹر کو اپوزیشن کی dictation بالکل نہیں لینی چاہئے لیکن اپوزیشن کی بات سننی چاہئے۔ ہم لاء منسٹر صاحب کو dictation نہیں دے رہے یہ بہت بڑے آدمی ہیں، ان کے پاس بڑے اختیارات ہیں۔ صوبہ میں اللہ میاں کے نیچے چیف منسٹر ہیں اور ان کے نیچے یہ ہیں۔ ہم مان لیتے ہیں کہ ان میں بڑا غرور ہے، ان میں بڑا گھمنڈ ہے اور ان میں چیف منسٹر پنجاب سے بھی زیادہ غرور ہے۔ ان میں بڑی طاقت ہے یہ ابھی چاہیں تو ہم سب کو قتل کرا دیں، ابھی چاہیں تو ہمیں جیل میں بھیج دیں، ابھی چاہیں تو ہم پر اس اسمبلی میں آنے پر پابندی لگا دیں، ابھی چاہیں تو ہمارے گھروں پر حملے کرا دیں اور آگ لگوا دیں۔ یہ بہت کچھ کر سکتے ہیں کیونکہ ان کے بہت سی طاقتوں سے تعلقات ہیں۔ ہمیں قتل کرانے کے لئے سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ یہ بھرپور طاقت والے آدمی ہیں۔ یہ ہمیں کسی کو کہہ کر قتل کرا سکتے ہیں جس طرح یہ کراتے ہیں۔ ہم تو ان کو بہت طاقتور آدمی سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو dictation نہیں دے رہے، ہم تو کہہ رہے ہیں کہ آپ نے وعدہ کیا تھا۔ ہم تو کہہ رہے ہیں کہ جناب لاء منسٹر صاحب آپ بہت بڑے آدمی ہیں آپ نے ایک وعدہ اس House میں کھڑے ہو کر کیا ہے۔ آپ اس وعدے کی لاج اس House میں رکھیں۔ آپ بہت طاقتور ہیں، آپ میں بڑا غرور ہے، چیف منسٹر میں بڑا غرور ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مغل بادشاہ ہوں لیکن ہم تو آپ کے وعدے پر جو آپ نے کیا ہے اس پر ہم آپ سے درخواست کر رہے ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمیں اس درخواست کی وجہ سے شاید قتل کر دیا جائے، شاید ہمیں اغواء کرا لیا جائے، شاید ہمیں قبائلی علاقے میں بھیج دیا جائے۔

جناب سپیکر! انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ٹھیک ہے بڑی اچھی بات ہے۔ اس وقت سخت جھگڑا ہو رہا تھا اور نہ وہ ہماری بات سننے کے لئے تیار تھے۔ میرے بھائی اولکھ صاحب سے آپ کہیں کہ وہ on oath کہیں کہ کیا یہ وعدہ نہیں ہوا تھا کہ چیف منسٹر یہاں آ کر بحث کو سمیٹیں گے؟ یہ میرے پاس چیمبر میں آئے اور انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ House میں اچھا ماحول ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمبر میں کون آئے تھے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): وزیر زراعت جناب اولکھ صاحب آئے تھے۔ پھر یہ سپیکر صاحب کے پاس گئے اُس کے بعد یہاں میرے پاس آئے۔ میں نے کہا کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں، ہم آپ کا احترام کرتے ہیں اور آپ نے ایک اچھی تجویز دی ہے پھر ہم چیمبر میں چلے گئے۔۔۔ آپ House in order کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Order in the House ذرا تحمل سے بات سنیں۔جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم نے یہ شرط رکھی تھی کہ اگر ایڈوائزری کمیٹی میں لاء منسٹر ہوں گے تو ہم اس میں نہیں بیٹھیں گے۔ جب ہم چیمبر میں گئے تو لاء منسٹر وہاں بیٹھے تھے جس پر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ہم House کو چلانے کی خاطر اپنی یہ شرط withdraw کر لیتے ہیں۔ ہم نے فوراً وہ شرط withdraw کی اور میں نے رانا ثناء اللہ صاحب کو بتایا کہ ہم نے یہ شرط اس لئے withdraw کی ہے کہ ہاؤس چلے۔ ہم نے بسراء صاحب اور گالیوں والے issue کو ایک طرف رکھا اور آخر میں اس بات کا فیصلہ ہوا کہ آپ بھرپور بحث کریں Monday کو بھی بحث ہو گی اور اس کے بعد چیف منسٹر اس بحث کو سمیٹیں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ ہم بحث کرتے ہیں اور چیف منسٹر آکر اس کو سمیٹیں پھر بے شک آپ House کو adjourn کر دیں۔ ہمارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے مگر آج یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اس طرح نہیں، اس طرح نہیں یعنی اس طریقے سے بات کو ٹالا جا رہا ہے اور ہمیں، آپ کو اور عوام کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے جس کے لئے ہم تیار نہیں ہیں اور پھر ہم وہی اپنا پرانا طریقہ اپنائیں گے۔ ہم اِن کو dictation نہیں دے سکتے کیونکہ یہ بہت بڑے آدمی ہیں لیکن یہ اتنے بھی بڑے نہیں کہ House چلا لیں۔ ہم House نہیں چلنے دیں گے اگر کسی مائی کے لعل میں یہ جرأت ہے تو اس House کو چلا کر دکھائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بسراء صاحب! ایک منٹ۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! قتل کرانے کی دھمکیاں دینا مگر ہم ان سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ یہ ہمارے بازو آزمائے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ قتل کی دھمکی کی بات بار بار کیوں کر رہے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ قائد حزب اختلاف نے جو مختلف باتیں کی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا وہم ہو سکتا ہے۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کو اغواء کرانے اور قتل کرانے کا سوچ بھی لیں۔ مزید اس طرح کی باتیں کرنا کہ ہمارے گھروں کو آگ لگا دی جائے گی جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا وہم ہے اور میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ میرے

بھائی ہیں اور ان کا میرے ساتھ بلکہ فیصل آباد میں ان کے بزرگوں کا بھی ہمارے ساتھ ایک عزت و احترام کا رشتہ ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ اس پر بھی ایک کمیٹی بنا دیں۔ جہاں تک یہ وعدے کی بات کر رہے ہیں تو میں بالکل on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ قائد ایوان۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب! اُس دن جو آپ نے بات کی تھی راجہ صاحب اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس حوالے سے میں بتا دیتا ہوں۔ راجہ صاحب! رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا تھا کہ اس مسئلہ پر جو بحث ہو گی اس کو conclude وزیر اعلیٰ صاحب کریں گے اور اگر یہ بحث آج conclude ہو جاتی ہے تو وہ سوموار کو conclude کریں گے۔ اگر سوموار کو بحث مکمل ہو جاتی ہے تو پھر منگل کو conclude کریں گے۔ یہ آپ بھی پڑھ لیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ انہیں بھی بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرا قائد حزب اختلاف سے ایک سوال ہے۔ جس طرح وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ قائد ایوان یہاں آکر ہماری بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے لیکن مجھے بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ قائد حزب اختلاف تقریر کرنے سے کیوں باغی ہیں اور اتنا کیوں ڈرتے ہیں؟ ہم ایک گھنٹے سے انہیں تقریر کی طرف لا رہے ہیں مگر وہ اس طرف نہیں آ رہے۔ وہ تقریر کریں، اپنی تجاویز دیں اور گورنمنٹ کو رہنمائی دیں ہم اُن کی باتوں سے بالکل رہنمائی حاصل کریں گے۔ باقی میں یہ کہتا ہوں کہ پتا نہیں ان کو وہم کس نے ڈالے ہیں اور میرا خیال ہے کہ ہمارے کسی دشمن نے ڈالے ہیں لہذا وہ بالکل وہم نہ کریں؟ قائد حزب اختلاف اللہ کے فضل سے میرے ہاتھوں میں اپنے ہاتھوں سے بھی زیادہ محفوظ ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ نے اتنے اہم معاملہ پر حکومت کی سنجیدگی دیکھ لی ہے۔ ہم بحث کے لئے حاضر ہیں مگر آپ وعدہ کر لیں کہ آج اجلاس ختم نہیں ہو گا۔ ہم بحث کرتے ہیں اور شام کو وزیر اعلیٰ اس بحث کی کاپی پڑھ لیں اور کل آکر بحث کو conclude کر دیں۔ دوسری بات یہ کہ میں نے کبھی بھینسوں کے آگے بین بجائی ہے اور نہ ہی مجھے بھینسوں کے آگے بین بجانے کی عادت ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف اسی ایوان کے قائد حزب اختلاف ہیں۔اگر یہ ساری بھینسیں ہیں تو پھر وہ بھی بھینسوں کے ہی قائد حزب اختلاف ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان نے ان کو عزت دی ہے لہذا انہیں اس ایوان کے معزز ممبران کے متعلق اس قسم کی بات نہیں کرنی چاہئے۔جہاں تک dictation دینے والی اور condition لگانے والی بات کہ اگر آپ یہ کریں گے تو ہم یہ کریں گے جس کی rules اجازت نہیں دیتے۔اگر rules اجازت دیتے ہیں تو آپ اس کا فیصلہ کر دیں۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز!ایک منٹ سب تشریف رکھیں۔پہلے مجھے بات کر لینے دیں۔راجہ صاحب!آپ نے جو بات کی ہے اس حوالے سے میں ایک بات clarify کرنا چاہتا ہوں کہ اس House کے اندر معزز ممبران کی عزت کا خیال رکھنا Chair کا کام ہے۔جس طرح معزز ممبران کا کام ہے کہ Chair کی عزت کا خیال رکھیں اسی طرح ممبران کے بچے جن کا استحقاق ہے اور اس استحقاق کا خیال بھی اس House نے خود رکھنا ہے۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ بسراء صاحب کا بیٹا یا کسی اور ممبر کا بیٹا ہو،اگر اس بچے کے اوپر House کی وجہ سے کچھ خرچ ہوتا ہے تو اس House کا حق ہے۔یہ بات چونکہ میں کافی دن سے اخبارات میں پڑھ رہا ہوں اور House میں بھی بات ہوتی رہی ہے لہذا اس بات پر Chair کی طرف سے clarification ہے اور میں being Custodian of the House کہتا ہوں کہ ممبران اور ان کے بچوں کا جو legally حق بنتا ہے اس کو دیکھنا ہم سب کی ذمہ داری ہے اور ہم سب کو مل کر دیکھنا بھی چاہئے۔جی،بسراء صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ہمارے سینئر ممبر نوانی صاحب نے بہت اہم باتیں کی ہیں۔گزارش صرف اتنی ہے کہ یہاں پر اتنا بڑا issue اٹھا اور پریس کانفرنس یہ کی گئی کہ خدانخواستہ لوگوں کو ایک سازش کے تابع قتل کیا گیا ہے۔اب اس قتل میں کس کے ہاتھ خون سے بھرے ہوئے ہیں اس کو اگر scene پر نہ لایا گیا تو مجھے بتائیے کہ ایک سو پچاس لوگ جن کے گھر اُجڑے ہیں جن کو بطور خادمِ اعلیٰ قتل کیا گیا ہے اُن کی کیا حالت ہو گی؟میں صرف دو تین گزارشات کرنا چاہتا ہوں۔یہاں

پر صورتحال یہ ہے کہ جب لاء منسٹر سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک اپوزیشن کا روّیہ سنجیدہ نہیں ہو گا اور اپوزیشن مہذب نہیں ہو گی وہ یہاں تشریف نہیں لائیں گے۔ پھر comment کیا کہ کیا اسمبلی کوئی کلاس روم ہے کہ یہاں پر چیف منسٹر تشریف لائیں؟ اس روّیہ کے حوالے سے آپ کو یاد ہو گا کہ صرف وردی کا فرق ہے، جب مشرف سے کہا گیا کہ آپ مشترکہ اجلاس سے خطاب کریں تو انہوں نے کہا کہ اپوزیشن جب تک سنجیدہ روّیہ اختیار نہیں کرے گی میں پارلیمنٹ سے خطاب نہیں کروں گا۔ آج اس House میں موجود تمام لوگوں کے سامنے لاء منسٹر یہ کیوں نہیں مانتے؟ وہ مان جائیں۔ ہمیں پہلے بھی پتا ہے کہ آپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے، ہمیں اس بات کا اندازہ ہے کہ وہ آپ کو جوابدہ نہیں ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ House میں آئیں۔ یہ House اپوزیشن یا حکومت کا نہیں بلکہ یہ پورے دس کروڑ عوام کا House ہے جو یہ سننا چاہتا ہے کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ڈینگی سے لوگ مریں تو پنجاب میں، جعلی ادویات سے مریں تو پنجاب میں، پولیس تشدد سے مریں تو پنجاب میں، طالبعلم خودکشیاں کریں تو پنجاب میں، اساتذہ دھرنے دیں تو پنجاب میں اور ڈاکٹر دھرنے دیں تو پنجاب میں دیں۔ خادمِ اعلیٰ کو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے اور ڈرنا چاہئے اور ہم پنجاب کے سب لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے کہ یہ جو پنجاب پر عذاب نازل ہوا ہے کیا وہ چیف منسٹر کے اسی غرور کا نتیجہ ہے کہ آج اس House کو جس کی وجہ سے وہ وزیراعلیٰ پنجاب ہیں، اگر ہمارا یہی روّیہ رہا تو مجھے صرف ایک بات بتائیں کہ ہم جو یہاں مطالبہ کرتے ہیں، چھوڑ دیں اس بات کو کیونکہ راجہ صاحب نے ریکارڈ نکلوالیا ہے۔ انہوں نے words دیئے اور ہم نے اپنی ذاتی باتیں چھوڑ دیں، ہمیں گالیاں دیں کوئی بات نہیں کیونکہ ہم میں اور ان میں یہی فرق ہے، ان کی ٹریننگ اور ہے اور ہماری ٹریننگ اور ہے، ہم پھانسیوں پر جھولنے والے ہیں، ہم شہادتوں والے ہیں اور یہ دودھ پینے والے مجنوں ہیں اس لئے ہم میں اور ان میں فرق ہے۔ ہم صرف یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ آج بہت اچھا ہوتا کہ آج یہ بہانے بنا رہے ہیں کہ وہ تقریر سنیں گے، اب تو اپوزیشن لیڈر نے اتنی بڑی بات کر دی تو ابھی وزیر قانون صاحب اٹھیں اور یہ کہیں کہ آپ تقریر کریں اور ہم اس کا انشاء اللہ جواب دیں گے۔ اتنے بڑے issues ہیں لیکن انہوں نے ہمیں جواب نہیں دینا بلکہ پنجاب کے ان عوام کو جواب دینا ہے جنہیں کہہ رہے ہیں کہ لوگ قتل ہوئے ہیں۔ میں تو صرف ایک عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

نہ دامن پہ کوئی دھبہ نہ خنجر پہ کوئی چراغ

جتنے لٹیرے ہیں اسی House کے اندر، اگر ہم لوگوں نے کوئی جواب نہ دیا، آج پورا پنجاب چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا ہے۔۔۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نہیں۔ خواجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! یہ اس House کی روایت نہیں ہے۔

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اس ایوان کے متعلق "لٹیرے" کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ابھی بھی وقت ہے کہ وہ آجائیں اور یہ بہانے بنانے کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ تقریر کریں، ثبوت دیں تو وہ آئیں گے۔ شکریہ

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے لاء منسٹر کے بیان کا پہلا پیراپڑھا تھا اور دوسرا پیرا ہے کہ:

> "وزیر قانون و پارلیمانی امور رانا ثناء اللہ خان یہ اب اپوزیشن پر ہے کہ ان کے کتنے ممبران نے بات کرنی ہے اور کتنی دیر بات کرنی ہے۔ ہماری اپوزیشن کے ممبران کے ساتھ commitment ہے کہ اس بحث کو انشاء اللہ وزیر اعلیٰ پنجاب conclude کریں گے اور اس سلسلے میں صوبے میں اب تک جو پیشرفت ہوئی ہے، اس سے معزز ایوان کو آگاہ کریں گے۔"

اب میں آج بحث کر لیتا ہوں، آج اجلاس ختم کرنے کے لئے کوئی وحی نہیں آ گئی۔ آپ وعدہ کر لیں کہ کل تک اجلاس چلے گا اور کل آ کر وزیر اعلیٰ پنجاب کے متعلق جو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا ہے، یہ میں نے نہیں کہا، آج آنا چاہیں تو وہ آج آجائیں، ہم انہیں dictation نہیں دے سکتے۔ یہ جو رانا ثناء اللہ خان صاحب نے کہا ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس پر عمل ہو۔ اگر اس پر عمل نہیں ہوتا تو یہ وعدے کی خلاف ورزی ہے پھر یہ House چلا کر دکھائیں۔ ہم دیکھیں گے کہ ان کے بازوؤں میں کتنی طاقت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جس طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور اس کے بعد نوانی صاحب نے بھی بات کی ہے، بات یہ ہے کہ کسی بھی معزز ممبر کو آنے سے روکا جا سکتا ہے نہ اسے مجبور کیا جا سکتا ہے اور قائد ایوان اگر دس منٹ بعد House میں آنا چاہیں تو کیا میں انہیں روک سکتا ہوں، Chair روک سکتی ہے یا قائد حزب اختلاف روک سکتے ہیں؟ اگر آپ اس بات کو اس طرح سے pin point کر کے اور اس میں dictation کا اور تضحیک کا پہلو نکالیں گے تو پھر ہم بھی protest کرتے ہیں کہ اس طرح کی political point scoring پر ہم قطعی طور پر انہیں premium نہیں دیں گے۔ ان کے علم میں یہ بات ہے اور اب اگر یہ تقریر سے بچنے کے لئے اس پر اڑے رہے تو ان کی مرضی ہے اور انہیں یہ چاہئے کہ انتہائی اہمیت کے اس مسئلے پر بات کرنا چاہتے ہیں، ان کے پاس کوئی تجویز ہے اور اگر یہ ان لوگوں سے مخلص ہیں جن لوگوں کی جانیں اس سانحہ میں گئی ہیں تو انہیں چاہئے کہ میں نے Rules کی suspension کے لئے اپنی رضامندی دے دی ہے تو یہ rules suspend کرائیں۔ انہیں Floor دیں اور یہ اس پر بات کریں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اب بات یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ ہے وہ آپ کے اور قوم کے سامنے ہے اور ہمیں تو پہلے ہی پتا ہے کہ ان کی کوئی "اوقات" نہیں ہے۔ اب میں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ وزیر اعلیٰ کو بلا سکتے ہیں اور آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر جو فیصلہ اس معزز Chair پر بیٹھ کر کریں گے ہمیں قبول ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف یہ سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب نے House کو commitment دی ہے، اسے انہوں نے explain بھی کیا ہے تو اس پر اگر ہم آج بحث کا آغاز کرتے ہیں اور House آج ختم ہو جاتا ہے۔۔۔ راجہ صاحب! آپ کا یہی apprehension ہے؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ڈیڑھ سو آدمی ہلاک ہو گئے ہیں اور اتنا اہم معاملہ ہے۔ پندرہ دن بعد وہ مرنے والے آدمی جنت یا دوزخ میں چلے جائیں گے تو پھر آپ کہیں گے کہ اس پر بحث کر لیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اپوزیشن لیڈر اور لاء منسٹر صاحب کے بھی علم میں ہوگا کہ پہلے ہی گورنر صاحب کا House prorogue کرنے کا تحریری طور پر لیٹر آگیا ہے اور میں نے سیکرٹری صاحب سے بھی بات کی ہے کہ جب گورنر صاحب۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ہم گورنر صاحب کو کہہ دیں گے کہ وہ اس آرڈر کو واپس لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! اگر آپ میری مؤدبانہ عرض سن لیں کہ آپ اس کا آغاز کریں۔ لاء منسٹر صاحب! جو دن باقی رہ گئے ہیں تو ویسے بھی آپ نے چار دن بعد اجلاس بلانا ہی بلانا ہے کیونکہ وہ آرڈر اوپر سے آیا ہے تو جیسے ہی بلائیں گے تو اس کے اندر جب لاء منسٹر صاحب کی commitment موجود ہے اور میں as Chair آپ کو یہ بات یہاں پر نہیں بلکہ چیمبر میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر I will make it sure کہ جو بات اس House کے فلور پر کی گئی ہے اسے ہم make sure کرائیں۔

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی پنجاب کا سب سے بڑا ایوان ہے اور اس کی عزت واحترام اور اس کی کچھ روایات ہیں مگر اپوزیشن لیڈر نے اس ایوان کے معزز ممبران کو بھینسیں کہا ہے تو میری گزارش ہے کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے کیونکہ یہ تاریخ کا حصہ بنیں گے اور پنجاب کے عوام اس history کو دہراتے رہیں گے اس لئے میری آپ سے humbly گزارش ہے کہ ان الفاظ کو حذف کیا جائے تاکہ پنجاب کی روایات کو قائم رکھا جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! آپ نے ایوان کو تو بھینسیں نہیں کہا؟

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے یہ کہا ہے کہ وزیر صحت یہاں پر کوئی نہیں ہے اور راناثناء اللہ صاحب نے بات سننی ہے تو انہیں بات سنانا بھینس کے آگے بین بجانے کے برابر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات واضح ہو گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ جس طرح یہ بحث ہو رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ آئیں گے یا نہیں آئیں گے۔ رانا صاحب نے کہا کہ وہ اس بحث کو ضرور conclude کریں گے تو میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اس بحث کو اس وقت تک خود جتنا انہوں نے بولنا تھا، بحث کر کے یہ آپ سے گزارش کرتے کہ میں نے دو گھنٹے بحث کرنی تھی لیکن چونکہ مجھے پتا ہے کہ آج یہ House prorogue ہونا ہے تو میں اسے پندرہ منٹ میں wind up کر کے آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ اسے کس طرح conclude کرتے ہیں تاکہ حکومت defensive پر ہوتی۔ اگر وزیر اعلیٰ اس بحث میں حصہ نہیں لیتے تو ان کے پاس اتنی strength ہے کہ وہ کل ریکوزیشن دے کر پرسوں اجلاس بلوا کر پھر اس House کو in order کر لیتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث کو ختم کر کے یہ پی آئی سی کی ادویات کے حوالے سے بحث کو conclude کریں اور پھر گیند حکومت کی کورٹ میں ڈالیں اور اس کے بعد حکومت جوابدہ ہو گی کہ کون جواب دیتا ہے اور کیوں نہیں دیتا۔ اگر اس طریقے سے یہ بحث کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا وقت بھی بچ جائے گا، بحث بھی مکمل ہو جائے گی اور حکومت کا جواب بھی آ جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ جہاں پر گورنر صاحب کی طرف سے Prorogation Order آ جائیں تو وہاں پر ہمارا پھر اختیار نہیں رہ جاتا اور ہم نے آج اجلاس Prorogue کرنا ہی کرنا ہے۔ اس پر جتنے دن رہ گئے ہیں تو میرا اپنا ذاتی خیال ہے کہ اگلے ہفتے یا چار دن بعد پھر اجلاس دوبارہ بلایا جانا ہے۔ میری آپ سے یہ submission ہو گی کہ جتنی آپ کی anxiety ہے کہ چیف منسٹر صاحب جو قائد ایوان ہیں ان کی طرف سے اس پر statement آئے تو اتنی House کی بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب، آپ، میں اور سپیکر صاحب بیٹھ کر اس کو دیکھ لیتے ہیں اور اگلا ایجنڈا start ہی اس بحث سے کریں۔ پہلے دن آپ بحث کر لیں اور اگلے دن آ کر چیف منسٹر صاحب conclude کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب کی commitment جس طرح آپ نے پڑھ کر سنائی وہ موجود بھی ہے کہ جس دن آپ conclude کریں گے اس سے اگلے دن چیف منسٹر آ کر جواب دے دیں گے۔ یہ تو انہوں نے بڑا clear کہا ہے، آپ نے پڑھ کر سنایا ہے اور میں نے بھی پڑھا ہے اس لئے آج تو House prorogue ہونے جا رہا ہے اور جو اگلا اجلاس آ رہا ہے جو آنا بھی بہت جلدی ہے اُس اجلاس میں اِس کو رکھا جائے۔ اُس اجلاس

میں پہلا دن ہی یہ رکھیں۔ کیوں لاء منسٹر صاحب! یہ تقریر کریں، conclude کریں اور next day چیف منسٹر صاحب آکر جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تو آج قائد حزب اختلاف تقریر نہیں کریں گے ؟(قہقہہ)

جیسے اُن کی ضد ہے ویسے میری بھی ضد ہے کہ ان سے تقریر کرانی ہے۔(قہقہہ)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House, order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو یہ تقریر کریں گے اور جو یہ کہتے ہیں کہ بین بجائیں گے تو میں ان کا ایک ایک لفظ جہاں کہیں گے ان کو دہرا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ڈیڑھ سو لوگ مرے ہیں، تین چار سو لوگ ہسپتالوں میں ہیں اور ان کی سنجیدگی دیکھیں کہ کس طرح بے شرمی سے دانت نکال رہے ہیں۔(قہقہہ) ان کی seriousness دیکھیں، مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ کس چیز پر ہنس رہے ہیں، کیا اپنی بے شرمی پر ہنس رہے ہیں؟

معزز ممبران حزب اقتدار: تقریر، تقریر، تقریر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ order in the House تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف جو مرضی کہہ لیں، جو مرضی کہہ لیں، تقریر آج ان سے کرانی ہے۔(قہقہہ)

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں نے بھی بھینس کے آگے بین نہیں بجانی۔ اِن کے پاس کوئی اختیار نہیں، اِن کی کوئی حیثیت نہیں اور ان کی کوئی اوقات نہیں ہے۔ یہ چمچے ہیں، یہ کڑچھے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! پلیز، پلیز۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): یہ وزیر نہیں چمچے ہیں، کڑچھے ہیں، ان کی کوئی اوقات نہیں ہے، ان کو سیکرٹری کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ چپڑاسی سے بات کرتے ہیں۔ چیف منسٹر اِن کی

بات نہیں سنتا اور یہ چپڑاسی سے بات کرتے ہیں۔اُس دن اولکھ صاحب نے آکر میرے سے وعدہ کیا تھا کہ آپ آئیں۔۔۔

معزز ممبران حزب اقتدار: تقریر، تقریر، تقریر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں، راجہ صاحب کھڑے ہیں وہ بات کر رہے ہیں۔۔۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): تقریر میں بڑی ٹھوکاں گا فکر نہ کرو۔ تقریر دا ٹائم آیا تے بڑی تقریر کھڑکاواں گا، ٹھوکاں گا، فکر نہ کرو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیڈر آف دی اپوزیشن! آپ فیصلہ بتادیں۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): یہاں وزیر صحت نہیں ہیں میں کس کے آگے تقریر کروں؟ آپ کہتے ہیں کہ آپ قائد حزب اختلاف ہیں، لہذا آپ وزیر صحت کو بلائیں میں تقریر کرتا ہوں۔ ابھی بلائیں میں کرتا ہوں چیف منسٹر کو نہ بلائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! دو issues ہیں جن پر بات ہو رہی ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ معزز چیف منسٹر کو House میں آنا چاہئے اور دوسرا issue یہ ہے کہ معزز وزیر قانون نے وعدہ کیا ہے۔ اگر انہیں ان دونوں issues پر جمہوری روّیے کا تھوڑا سا علم ہوتا تو کہتے ہیں کہ:

وعدہ خلافی کی بھی کوئی حد ہے
حساب اپنے دل میں لگا کر تو دیکھو
قیامت کا دن آگیا رفتہ رفتہ
ملاقات کا دن بدلتے بدلتے

محترم وزیر قانون آج کے دن کی اور ٹائم کی بات کرتے ہیں۔ یہ تو مہینوں سے سلسلہ چلا آرہا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کبھی بھی بارات دولہا کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ میں تو عرصہ دراز سے اپریل سے یہ بات کہہ رہا ہوں جب محترم لاء منسٹر نے House میں کہا کہ وزیر اعظم فارغ ہیں اس لئے وہ House میں آتے ہیں اور وزیر اعلیٰ آنے کے پابند نہیں ہیں۔ میری Privileges motion Committee کے پاس پڑی ہوئی ہے نو مہینے گزر گئے ہیں۔

جناب سپیکر! بات صرف کرنے کی یہ ہے کہ اس House کے وقار کا معاملہ ہے، اپوزیشن بنچوں اور حکومتی بنچوں کے point scoring کا معاملہ نہیں ہے۔ عجیب وغریب بات ہے کہ چیف منسٹر پنجاب بھی نہیں ہیں، محترم ہیلتھ منسٹر بھی نہیں ہیں، سیکرٹری ہیلتھ بھی نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔

معزز ممبران حزب اقتدار: سیکرٹری ہیلتھ موجود ہیں، سیکرٹری ہیلتھ یہاں بیٹھے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مجھے یہ بتائیں کہ اگر تو کوئی سنجیدہ معاملہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے قائد ایوان یہاں نہیں آسکتے تو اس کا لاء منسٹر صاحب کو تذکرہ کر دینا چاہئے تاکہ ہمارا مطالبہ دوسری دفعہ نہ آئے کہ

ان کے پاؤں میں مہندی لگی ہے
آنے جانے کے قابل نہیں ہیں

اگر کوئی معاملہ ہے کہ محترم چیف منسٹر یہاں نہیں آسکتے تو اس بات کی وضاحت فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، منڈا صاحب! کوئی بات ایسی کیجئے گا کہ House کا ماحول ٹھیک رہے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں کوشش کروں گا کہ relevant بات کروں اور House کا ماحول انشاء اللہ بہتر ہو جائے گا۔ جب یہ بات سپیکر چیمبر میں۔۔۔

(اذانِ مغرب)

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہ رہے تھے۔ راجہ صاحب! منڈا صاحب کی بات کے بعد جو بات ہوئی ہے پھر میں اس کو wind up بھی کر دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

قائد حزب اختلاف (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ ہیلتھ منسٹر بھی نہیں ہیں، رانا ثناء اللہ صاحب نے جو وعدہ کیا تھا وہ بھی پورا نہیں کیا گیا اور چیف منسٹر اس House کی توہین کر رہے ہیں وہ یہاں پر آنا اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ چیف منسٹر یہاں سے منتخب ہو کر وہ کسی منسٹر کی عزت کرتے ہیں، کسی ممبر کی عزت کرتے ہیں اور نہ ہی اس House کی عزت کرتے ہیں۔ ہم چیف منسٹر اور رانا ثناء اللہ کے روّیے کے خلاف واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب!میں قواعد کو معطل کر کے بحث کرا دیتا ہوں۔ سوہنا صاحب!قواعد کو معطل کر کے میں بحث کا آغاز کرا دیتا ہوں آج conclude بھی کریں۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!آپ نماز مغرب کا وقفہ کریں اس کے بعد بحث کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منڈا صاحب!ایک منٹ تشریف رکھیں۔ سوہنا صاحب!میں یہ بات کر رہا ہوں کہ قواعد کو معطل کر کے ابھی بحث شروع کرا دیتے ہیں۔آپ بحث کر لیں اس کے بعد جس طرح میں نے کہا ہے کہ۔۔۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!ابھی تو آپ نماز کا وقفہ کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ابھی میں نماز کا وقفہ نہیں کر رہا۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر! نماز مغرب کا وقفہ روزانہ ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آج ذرا یہ مسئلہ ہے کہ جس نے نماز پڑھنی ہے وہ باہر چلا گیا ہے۔

جناب محمد اشرف خان سوہنا: جناب سپیکر!میں قائد حزب اختلاف سے بات کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کر کے مجھے بتائیں اور اتنی دیر میں ہم sense of the House لے لیتے ہیں، اپوزیشن کے بغیر sense of the House مناسب نہیں۔ چلیں، منڈا صاحب!جتنی دیر میں وہ پوچھ کر آ رہے ہیں اتنی دیر آپ بات کر لیں کیا بات کرنا چاہتے تھے؟

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!ہم یہ گزارش کرنا چاہ رہے ہیں کہ جو commitment اور undertaking لاء منسٹر صاحب نے سپیکر چیمبر اور اسمبلی کے floor پر دی تھی وہ ریکارڈ پر بھی موجود ہے۔ سپیکر صاحب کے چیمبر میں جو unofficial commitment اور بات ہوئی اس میں، میں بھی موجود تھا اور سندھو صاحب بھی موجود تھے۔ بات یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف آپ کے ساتھ پچھلے tenure میں جمہوریت کی جو ایک بہت بڑی جنگ تھی اور ڈکٹیٹروں کے خلاف اُس میں جس طرح انہوں نے تگ و دَو اور جدوجہد کی ہم اُس جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن اس موقع پر میں یہ بات کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سابقہ دور کے وہ ظلم و ستم جو ڈکٹیٹر، ان کے حواریوں اور ساتھیوں نے کئے۔ پتا نہیں کہ قائد حزب اختلاف صاحب ان کو کیوں بھول گئے ہیں۔۔۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(ایوان میں کورم نہ ہونے کی وجہ سے تمام
سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے)

آفیسرز کے لئے لینڈ لائن فون کی جگہ موبائل فون کی سہولت کی فراہمی

*3766: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے گریڈ17 اور اوپر کے ملازمین کو ان کی entitlement کے مطابق ان کی رہائش گاہوں پر پی ٹی سی ایل ٹیلی فون کی سہولت مہیا کی ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ جدید دور میں آفیسرز کے احکامات کی بروقت بجاآوری کے لئے موبائل فون کی اہمیت بڑھ گئی ہے؟

(ج) کیا حکومت پی ٹی سی ایل فون کی بجائے گریڈ17 اور اوپر کے ملازمین کو ان کے استحقاق کے مطابق موبائل فون سیٹ مع کنکشن فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب ڈیلیگیشن آف فنانشل پاور رولز کے سیکشن 2(b)(v) کے نیچے درج شدہ نوٹ نمبر ایک کے مطابق محکمہ خزانہ رہائشی ٹیلی فون کا کیس منظور کرتا ہے اور بحوالہ پالیسی نمبر PW-II-2-24/Tele/84(P) مورخہ 06-11-02 کے مطابق رہائشی ٹیلی فون کے استعمال کی اجازت دیتا ہے۔یہ سہولت تمام گریڈ17 کے ملازمین کو میسر نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ جدید دور میں آفیسرز کے لئے احکامات کی بروقت بجاآوری کے لئے موبائل فون کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

(ج) گریڈ17 اور اوپر کے ملازمین کو ان کے استحقاق کے مطابق سرکاری فرائض کی انجام دہی کے لئے پی ٹی سی ایل فون کی سہولت موجود ہے۔تاہم اہم سرکاری ملازمین کو موبائل فون سیٹ مع کنکشن فراہم کرنے کی ایک تجویز زیر غور ہے جس کے بارے میں جلد ہی کوئی فیصلہ کر لیا جائے گا۔

میانوالی شہر کا ایس پی ایم(SPM)لیول کی تفصیلات

*5591:جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت میانوالی شہر کا(SPM)لیول کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ SPM level اب critical حد عبور کر چکا ہے؟

(ج) کیا میانوالی میں سڑکوں پر چلنے والی گاڑیوں و دیگر ٹریفک کی emissions کو کم کرنے کے لئے حکومت نے کوئی targets مقرر کر کے ضروری اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ ماحولیات کی لیبارٹری ٹیم نے مورخہ 26اور 27۔ مئی2010 کو میانوالی شہر کے تین مقامات پر(SPM(Suspended Particulate Matter کے لیول کی پیمائش کی جو کہ درج ذیل ہے:

1	آفیسرز کالونی کالا باغ روڈ	250 ug/m3
2	کچہری چوک ریلوے سٹیشن	840 ug/m3
3	جنرل بس سٹینڈ	1100 ug/m3

SPM کا قومی ماحولیاتی معیار ug/m3 550 ہے۔ میانوالی کے رہائشی علاقہ آفیسر کالونی میں SPM کا لیول قومی معیار کے اندر ہے جبکہ مصروف کمرشل مقامات کچہری چوک اور جنرل بس سٹینڈ میں SPM کا لیول قومی معیار سے زیادہ ہے جس کی بڑی وجہ ٹریفک کا ہجوم، گاڑیوں سے خارج ہونے والا دھواں اور سڑکوں کی خستہ حالت ہے۔

(ب) میانوالی کے رہائشی علاقوں میں SPM کا لیول قومی معیار کے اندر ہے البتہ مصروف کمرشل مقامات پر SPM کا لیول قومی معیار سے تجاوز کر جاتا ہے۔

(ج) میانوالی میں گاڑیوں کی وجہ سے ہونے والی آلودگی کا سدباب کرنے کی بنیادی ذمہ داری محکمہ ٹرانسپورٹ پنجاب اور ٹریفک پولیس کی ہے تاہم ضلعی آفیسر ماحولیات میانوالی ٹریفک پولیس کی معاونت سے دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف وقتاً فوقتاً کارروائی کرتا رہتا ہے۔ نیز موٹر مالکان/ڈرائیورز کو اپنی گاڑیوں کو درست حالت میں رکھنے کے لئے باقاعدہ طور پر آگاہی دی جا رہی ہے اور گاہے بگاہے سیمینار وغیرہ کروائے جا رہے ہیں تاکہ عوام میں ماحولیاتی آگاہی پیدا کی جا سکے۔

ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈز آڈٹ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*4565: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنے ملازمین ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں؟

(ج) ان دفاتر کے قائم کرنے کے مقاصد کیا ہیں؟

(د) ان دفاتر میں کتنی منظور شدہ اسامیاں خالی ہیں یہ کب پُر کر دی جائیں گی؟

(ہ) ان اداروں میں کتنے آفیسر ز و اہلکاران ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں اور یہ لوگ کن کن اداروں سے تعلق رکھتے ہیں یہ کس اتھارٹی کی اجازت سے کام کر رہے ہیں اور کیا یہ لوگ جن اسامیوں پر کام کر رہے ہیں اس کے معیار پر پورا اترتے ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) ملتان ڈویژن میں لوکل فنڈ آڈٹ کے مندرجہ ذیل دفاتر کام کر رہے ہیں:-

1۔ صدر دفتر ملتان ڈویژن

2۔ اس وقت ملتان ڈویژن کی حدود کے اندر کل 16 ٹی ایم ایز ہیں اور ہر ٹی ایم اے میں محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کا دفتر تحصیل اکاؤنٹس آفس کے نام سے موسوم اور قائم ہے۔

3۔ ایم ڈی اے اور واسا ملتان میں بھی بغرض پری آڈٹ ایک ایک دفتر قائم ہے۔

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین (افسران / ماتحتان) کی حاضر تعداد 48 ہے۔

(ج) ان دفاتر کے مقاصد درج ذیل ہیں:-

1۔ مندرجہ ذیل اداروں کا سالانہ آڈٹ

i. مارکیٹ کمیٹی ہائے

ii. محکمہ اوقاف

iii. بہبود فنڈ

iv. ریڈ کراس سوسائٹی ہائے

2۔ جملہ ٹی ایم ایز کے اخراجات کا پری آڈٹ اور ماہانہ اکاؤنٹس کی تیاری

3۔ اجراء پنشن پے منٹ آرڈر بسلسلہ ریٹائرڈ ملازمین

(د) ملتان ڈویژن میں اسامیوں کی کیفیت حسب ذیل ہے:۔

نام اسامی	تعداد
1تحصیل اکاؤنٹس آفیسر	16
2آڈیٹرز	20
3سٹینوگرافر	01

مندرجہ بالا اسامیوں کو پُر کرنے کا کام پنجاب پبلک سروس کمیشن میں زیر عمل ہے۔

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ میں کسی دوسرے محکمہ کا افسر ڈیپوٹیشن پر نہیں آیا ہوا ہے۔البتہ اس محکمہ کے چند افسران ڈیپوٹیشن پر گئے ہوئے ہیں:۔

-1	خالد مسعود ڈپٹی ڈائریکٹر	ملتان ترقیاتی ادارہ، ملتان
-2	محمد سلیم، اسسٹنٹ ڈائریکٹر	بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی ملتان
-3	محمد شاہ سوار اسسٹنٹ ڈائریکٹر	تعلیمی بورڈ ملتان

مذکورہ بالا افسران حکومت پنجاب کی ڈیپوٹیشن پالیسی کے تحت اور سیکرٹری صاحب محکمہ خزانہ کی اجازت سے کام کر رہے ہیں۔

یہ حضرات جن اسامیوں کے محاذ کام کر رہے ہیں واقعتاً ان کے معیار پر پورا اترتے ہیں۔

اوکاڑہ، ورکشاپس آبادی سے باہر منتقل کرنے کی تفصیلات

*5592:جناب علی حیدر نور خان نیازی: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کسی بھی جگہ ٹریکٹر ورکشاپ و دیگر ورکشاپس بنانے کے لئے محکمہ ماحولیات سے این او سی حاصل کرنا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی آبادی کے اندر ٹریکٹر ورکشاپ و دیگر ورکشاپس بنانا قانون و ضابطے کی خلاف ورزی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محلہ کرامت خان کوٹ نور الحسن خان حویلی لکھا(اوکاڑہ) میں متعدد ورکشاپس رہائشی آبادی کے اندر عرصہ دراز سے کام کر رہی ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ورکشاپس کی وجہ سے محلہ کے لوگوں کو انتہائی مشکل کا سامنا ہے، مزید فضائی آلودگی کی وجہ سے لوگ مختلف بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کا فوری نوٹس لیتے ہوئے ورکشاپس کو آبادی سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ٹریکٹر ورکشاپ ایک چھوٹا یونٹ / کاروبار ہے۔کسی جگہ ٹریکٹر ورکشاپ یادکان بنانے سے پہلے محکمہ بلدلیات سے نقشہ پاس کروانا ضروری ہے۔محکمہ ماحولیات سے NOC لینا ضروری نہ ہے۔

(ب) تحصیل/ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن (TMA) یا بلدیہ اپنے قوانین کی روشنی میں ایسے کاروبار کے لئے نقشے کی منظوری دیتی ہے۔

(ج) حویلی لکھا میں چھوٹی / بڑی 22 ورکشاپس موجود ہیں۔ان میں زیادہ تر کمرشل ایریا میں کام کر رہی ہیں۔یہ ورکشاپس باقاعدگی سے لوکل اتھارٹیز کو ٹیکس ادا کر رہی ہیں۔جہاں تک محلہ کرامت خان کا معاملہ ہے۔اس کی رہائشی آبادی میں صرف دو ورکشاپس المدینہ ٹریکٹر ورکشاپ اور شاہین ٹریکٹر ورکشاپ کے نام سے کام کر رہی ہیں۔

(د) محلہ کرامت خان کے نزدیک صرف دو ٹریکٹر ورکشاپس کام کر رہی ہیں۔ان دو ورکشاپس سے چند لوگوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔

(ہ) لوگوں کی شکایت کے ازالہ کے لئے محکمہ ماحولیات نے رہائشی آبادی کے نزدیک واقع دو ورکشاپس کو پاکستان اینوائرنمنٹل پروٹیکشن ایکٹ 1997 کے تحت ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں۔ فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لوکل فنڈ آڈٹ میں بھرتی کی تفصیل

*4566: **ملک محمد عامر ڈوگر**: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لوکل فنڈ آڈٹ میں 2002 تا 2005 کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا اگر ان اسامیوں کا اشتہار اخبار میں دیا گیا تو اشتہار کی فوٹو کاپی لف کریں؟

(ب) بھرتی کئے گئے لوگوں کے ناموں اور عہدہ جات سے بھی ایوان کو آگاہ کریں؟

(ج) لوکل فنڈ آڈٹ کے لئے 09-2008 میں کتنا بجٹ رکھا گیا، اس میں کتنا ترقیاتی اور کتنا غیر ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوا؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ میں دوران سال 2002 تا 2005 بھرتی کئے گئے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	عہدہ	تعداد
1	آڈیٹر	01
2	جونیئر کلرک	08
3	نائب قاصد	08
4	دفتری	01
5	خاکروب	01

مذکورہ بالا بھرتی کے لئے باقاعدہ اشتہار اخبار میں دیا گیا جس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عہدہ داروں کی لسٹ حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	ڈائریکٹوریٹ
1	توقیر رضا	جونیئر کلرک (والد کی وفات کے بعد رول 17-A کے تحت بھرتی کی گئی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔)	صوبائی
2	محمد امجد گل	جونیئر کلرک	ملتان
3	مس ناہید عبدالرزاق	جونیئر کلرک	ملتان
4	محمد نفیس خان	جونیئر کلرک	ملتان
5	محمد قسور عباس	جونیئر کلرک	ملتان
6	فیصل عباس	نائب قاصد	ملتان
7	محمد اشفاق	نائب قاصد	لاہور
8	عمران علی	نائب قاصد	لاہور
9	رحمت مسیح	سویپر	لاہور
10	عدنان نواز	جونیئر کلرک	بہاولپور
11	سید بشارت مہدی	دفتری	بہاولپور
12	محمد حیات	نائب قاصد (والد کی وفات کے بعد رول 17-A کے تحت بھرتی کی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔)	بہاولپور
13	اختر علی	نائب قاصد (والد کی وفات کے بعد رول 17-A کے تحت بھرتی کی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی۔)	فیصل آباد
14	راحیل بدر	آڈیٹر	سرگودھا
15	محمد اسلم	جونیئر کلرک	سرگودھا
16	سیف اللہ	نائب قاصد	سرگودھا

17	وقاص احمد	نائب قاصد (والد کے میڈیکل نااہلیت کی بناء پر رول A-17 کے تحت بھرتی کی گئی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی)	سرگودھا
18	بلال ریحان	جونیئر کلرک (والد کے میڈیکل نااہلیت کی بناء پر رول A-17 کے تحت بھرتی کی گئی لہذا اخبار میں اشتہار دینے کی ضرورت نہ تھی)	گوجرانوالہ
19	وحید احمد	نائب قاصد	گوجرانوالہ

(ج) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کے لئے برائے سال 09-2008 مبلغ -/1079940001 روپے کا بجٹ رکھا گیا جو کہ صرف غیر ترقیاتی تھا اس میں سے مبلغ -/98155225 روپے خرچ ہوا۔

سرگودھا۔ سٹون کرشرز کی تعداد و تفصیل

*6365: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں کتنے سٹون کرشرز کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے باقاعدہ محکمہ سے این او سی کے بعد لگائے گئے ہیں اور کتنے بغیر این او سی کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان سٹون کرشرز سے اُڑنے والی مٹی سے عوام الناس پر جو اثرات پڑ رہے ہیں اس سلسلہ میں محکمہ نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کے حالیہ سروے کے مطابق ضلع سرگودھا میں کل 354 سٹون کرشرز مختلف چکوک میں کام کر رہے ہیں ان میں سے 288 تحصیل سرگودھا اور 66 تحصیل سلانوالی میں واقع ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضمن میں عرض ہے کہ کسی بھی سٹون کرشر نے محکمہ ہذا سے این او سی نہیں لیا ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ سٹون کرشرز دیہی علاقوں میں قائم ہیں اور اکثر آبادی سے کچھ فاصلے پر واقع ہیں تاہم سٹون کرشرز سے اٹھنے والی گرد و غبار و مٹی سے عوام الناس پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ محکمہ ہذا نے ان سٹون کرشرز کا وقتاً فوقتاً سروے مکمل کر کے انسپکشن رپورٹس مرتب کر لی ہیں۔ محکمانہ کارروائی مکمل کر کے پاکستان ماحولیاتی قانون مجریہ 1997 کے تحت نوٹسز جاری کر دیئے ہیں۔ محکمہ ہذا نے ان میں سے چالیس سٹون کرشرز کے خلاف پہلے ہی مقدمات Environmental Tribunal میں دائر کر رکھے ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید برآں سٹون کرشرز کی

ملکی ترقیاتی منصوبوں میں اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ ہذا نے ان کرشرز کی آلودگی کی روک تھام کے لئے Feasibility Study مکمل کروا کر ایک Model Dust Control System قائم کرنے کا منصوبہ شروع کر رکھا ہے جو کہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جیسے ہی یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے، اس کا اطلاق تمام سٹون کرشرز پر کر دیا جائے گا۔ امید ہے کہ ڈسٹ کنٹرول سسٹم کے لگانے سے سٹون کرشرز سے اڑنے والی مٹی کی مقدار میں خاطر خواہ کمی واقع ہو گی۔

لاہور جم خانہ کلب اور پنجاب سول آفیسرز میس کی تفصیلات

*5235: انجینئر قمر الاسلام راجہ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جم خانہ کلب اور پنجاب سول آفیسرز میس دونوں پرائیویٹ ادارے ہیں جن کا انتظام و انصرام ان کے ممبرز کی نامزد کردہ کمپنی کرتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کچھ برس پہلے حکومت پنجاب نے جم خانہ کلب کو پچاس لاکھ روپے کی گرانٹ دی تھی اور اس برس حکومت پنجاب نے سول آفیسرز میس کو ایک کروڑ سے زائد رقم کی گرانٹ دی ہے یہ رقومات کس مقصد کے لئے دی گئی ہیں اور ان کا کیا مصرف ہے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) درست ہے۔

(ب) جم خانہ کلب اور سول آفیسرز میس ایسے ادارے ہیں جو زیادہ تر اخراجات ممبران سے ایک مخصوص فیس اور دوسری سروسز سے پورا کرتے ہیں لیکن بعض اوقات ارزاں نرخوں پر بہتر سہولیات کی فراہمی اور کلب کی عمومی تعمیر و ترقی کے لئے حکومت کچھ مالی معاونت فراہم کرتی ہے۔ اسی سلسلے میں جم خانہ کلب اور سول آفیسرز میس کو مالی سال 2009-10 میں بالترتیب پچاس لاکھ اور ساٹھ لاکھ کی رقم گرانٹ کے طور پر حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کی گئی ہے۔

صوبہ میں رائس ملز/شیلرز سے نکالنے والے ویسٹ کی تفصیلات

*7182: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں رائس ملز/شیلرز نے گردوغبار/ویسٹ نکالنے کے چھجے سڑکوں کی جانب رکھے ہوئے ہیں جو گزرنے والوں کے لئے مختلف بیماریاں پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے؟

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ مسئلے کے حل کے لئے فلٹریشن یا کوئی اور حل تجویز کیا ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) محکمہ نے اب تک مذکورہ آلودگی پھیلانے والے کارخانوں کے خلاف کیا تادیبی کارروائی/جرمانہ کیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(د) مذکورہ آلودگی کے خاتمے کے لئے حکومت نے کیا منصوبہ بندی کی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں رائس ملز/شیلرز واقع ہیں جن کے کام کرنے سے گردوغبار/ویسٹ پیدا ہوتا ہے اور جس کی نامناسب ڈسپوزل سے مختلف اقسام کے ماحولیاتی مسائل و بیماریوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ محکمہ ماحولیات نے 210 رائس ملز/شیلرز کا سروے کیا ہے جن میں سے تقریباً 154 رائس ملز/شیلرز نے گرد و غبار/ویسٹ نکالنے کے چھجے سڑکوں کی جانب رکھے ہوئے ہیں جن کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے۔

(ب) پاکستان کے تحفظ ماحولیات کے قانون مجریہ 1997 کے تحت گرد و غبار/ویسٹ کا Environmental Quality Standards National کے مطابق مناسب بندوبست کرنا رائس ملز/شیلرز کے مالکان کی ذمہ داری ہے۔ تاہم اس ضمن میں رائس ملز/شیلرز سے نکلنے والے گردوغبار/ویسٹ کو Dust Collector اور Bag Filter کے ذریعے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

(ج) محکمہ ہذا نے اب تک مذکورہ آلودگی پھیلانے والے 210 رائس ملز/شیلرز کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت نوٹسز/حکم نامے جاری کئے ہیں۔ محکمہ ہذا کے احکامات کی عدم تعمیل پر 23 رائس ملز/شیلرز کے خلاف کیس برائے جرمانہ ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے ہیں اور مزید دائر کئے جارہے ہیں۔

(د) محکمہ ہذا نے مذکورہ آلودگی پیدا کرنے والے یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی شروع کر رکھی ہے اور اگر ان رائس ملز/شیلرز نے محکمہ کے احکامات پر عملدرآمد نہ کیا تو ان کے کیسز ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کر دیئے جائیں گے۔ جہاں پر ان کو تحفظ ماحولیات کے اقدامات کا پابند کرنے کے ساتھ جرمانہ بھی کیا جاتا ہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

ضلع سرگودھا۔ سڑکوں کی تعمیر کے لئے دیئے گئے فنڈز و دیگر تفصیلات

*7029: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ نے ایک directive نمبری DS(Assem)CMS 24814(A)32-AB/09/ مورخہ 09-09-20 کو جاری کیا جس کے تحت 4 کروڑ روپے برائے تعمیر سڑکات ضلع سرگودھا جاری کرنے کے احکامات جاری کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خزانہ نے صرف 2 کروڑ 93 لاکھ 76 ہزار جاری کئے؟

(ج) مذکورہ directive میں آٹھ سکیموں کے فنڈ جاری ہونے تھے جس میں چھ سکیموں کے فنڈ جاری کئے گئے مگر (Sr. No. (VIII & VI کے فنڈز جاری نہ کئے گئے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جز (ج) میں بیان کردہ سکیموں کے فنڈز کب جاری کئے جائیں گے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہے۔

ترقیاتی سکیموں کے لئے محکمہ پی اینڈ ڈی وزیر اعلیٰ کے جاری کردہ directives کو مدنظر رکھتے ہوئے محکمہ خزانہ کو فنڈز جاری کرنے کے لئے ہدایت جاری کرتا ہے۔ یہ فنڈز سپلیمنٹری گرانٹ سے مہیا کئے جاتے ہیں۔

(ب) محکمہ پی اینڈ ڈی نے درج بالا فنڈز کی ایلوکیشن 17۔اکتوبر 2009 کو 3 کروڑ ایک لاکھ 23 ہزار کی تھی۔ محکمہ خزانہ نے مورخہ 3۔اپریل 2010 کو 2 کروڑ 93 لاکھ 76 ہزار کے فنڈز جاری کئے۔ جاری کردہ فنڈز محکمہ پی اینڈ ڈی کی ہدایت اور سکیموں کی انتظامی منظوری کو مدنظر رکھ کر کی جاتی ہے۔

(ج) یہ جز محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہے۔

(د) یہ جز محکمہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہے۔

ضلع لاہور۔سکیموں پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیلات

*7405: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

محکمہ ماحولیات نے سال2009 کے دوران ضلع لاہور میں کل کتنی سکیموں پر کتنی رقم خرچ کی نیز سکیموں کے نام اوران پر لگائی گئی رقم کی تفصیل فراہم کی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب کی بیشتر سکیمیں صوبائی لیول کی ہیں۔تاہم سال2009-10 کی وہ سکیمیں جن سے ضلع لاہور کو بالواسطہ یا بلا واسطہ فائدہ پہنچا، ان سکیموں کے نام اور سال 2009-10 کے دوران خرچ ہونے والی رقم "Annex "A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ای ڈی او آفس گوجرانوالہ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7411: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ای ڈی او فنانس گوجرانوالہ کے تحت کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں،ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں ؟

(ب) ای ڈی او فنانس گوجرانوالہ کی ذمہ داریاں اور فرائض کیا ہیں ؟

(ج) سال2008-09 اور2009-10 کے دوران اس آفیسر کو کتنی گرانٹ حکومت کی طرف سے موصول ہوئی ؟

(د) کتنی رقم کس کس مد پر خرچ ہوئی، تفصیل مد وار بتائیں ؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، ٹی اے / ڈی اے پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر خرچ ہوئی ؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) دفتر ای ڈی او (فنانس) گوجرانوالہ میں گزٹیڈ اور نان گزٹیڈ ملازمین کی تعداد12 ہے جن میں صرف4 ملازمین موجود ہیں باقی اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) ای ڈی او (فنانس) گوجرانوالہ کے بنیادی فرائض جملہ مالی امور کی ترتیب وتدوین اور تقسیم نیز اضافی اخراجات بارے مناسب تجاویز اور دیگر انتظامات بمطابق پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 2001 متعین ہیں متذکرہ حکمنامہ کی نقل (Annexure B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 09-2008 میں -/1863000 کی رقم مختلف مدوں میں جاری کی گئی جبکہ مالی سال 10-2009 میں مبلغ -/2104000 روپے جاری کی گئی۔ تفصیلی اخراجات کا گوشوارہ (Annexure C & D) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) تفصیلی گوشوارہ جات پر منسلکات E & L ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تفصیل حسب ذیل ہے:۔

		2008-09 (اخراجات)	2009-10
1	تنخواہ آفیسر	32310/20,2000	168548/244000
2	تنخواہ عملہ	186620/8,37,000	305170/443000
3	ٹی اے/ڈی اے	36520/60000	39740/50000
4	مرمت	1000/50000	49859/50000

سرکاری گاڑیاں

تفصیلی گوشوارہ جات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

ضلع فیصل آباد۔محکمہ تحفظ ماحولیات کا عملہ ودیگر تفصیلات

*9120: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ تحفظ ماحولیات کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے، عہدہ، گریڈ بتائیں، کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ب) اس ضلع کا سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کا بجٹ سال وار بتائیں؟

(ج) ضلع ہذا میں فیکٹریوں، کارخانوں اور دیگر عوامل کی بناء پر پیدا ہونے والے ماحولیاتی آلودگی کے خاتمے پر ان سالوں کے دوران کتنی رقم خرچ کی گئی؟

(د) اس عرصہ کے دوران فیصل آباد شہر میں جو منصوبے شروع کئے گئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ہ) کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر التواء ہیں؟

(و) مزید کون کون سے منصوبے حکومت شروع کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع فیصل آباد میں محکمہ تحفظ ماحولیات کے درج ذیل دو دفاتر ہیں۔

1- دفتر ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات، دفتر ہذا میں ملازمین کی تعداد 34 ہے۔دو اسامیاں سینئر انسپکٹر BS-16 اور سٹینو گرافر BS-12 خالی ہیں تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2- دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر لیبارٹری۔دفتر ہذا میں اسامیوں کی تعداد 16 ہے جن میں 6 اسامیاں خالی ہیں۔تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس ضلع کا ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات کا سال 09-2008 کا ٹوٹل بجٹ 56,00,446 روپے تھا۔ سال 10-2009 کا ٹوٹل بجٹ 62,65,113 روپے تھا اور 11-2010 کا ٹوٹل بجٹ 64,98,800 روپے تھا اور ڈپٹی ڈائریکٹر لیبارٹری کا 2008 سے 2011 تک کا ٹوٹل بجٹ 27.278 ملین تھا تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) فیکٹریوں، کارخانوں اور دیگر عوامل کی بناء پر پیدا ہونے والی آلودگی کی پیمائش اور سدباب کے لئے پنجاب کے بڑے شہروں (بشمول فیصل آباد) کے لئے مندرجہ ذیل دو بڑے منصوبے شروع کئے گئے۔

Sr. No.	Name of Project	Cost of Project	Expenditure during 2008-11 for Faisalabad
1	Establishment of Environmental Laboratories in six major cities of Punjab	Rs. 200.00 millions	Rs. 27.27 millions
2	Provision of Field Monitoring Kits to Inspectors and Establishment of Environmental Mobile Squads in three major District of Punjab	Rs. 41.50 millions	Rs. 9.51 millions

(د) جواب جز (ج) میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ہ) مندرجہ بالا منصوبے مکمل ہو چکے ہیں۔

(و) تمام اضلاع (بشمول فیصل آباد) میں غیر سرکاری تنظیموں کو ماحولیاتی تحفظ کے چھوٹے منصوبوں کے لئے اور یونیورسٹیوں کو ماحولیاتی ٹیکنالوجی پر ریسرچ کے لئے مالی امداد دینے کے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ کے صوابدیدی فنڈز کی تفصیلات

*7445: محترمہ ثمینہ خاور حیات: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈز برائے سال 09-2008 اور 10-2009 کتنے تھے، متذکرہ فنڈز کن کن مقاصد کے لئے خرچ کئے گئے؟

(ب) کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی فنڈ ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب میں گزشتہ دور حکومت میں صوابدیدی گرانٹ (یا فنڈ) کے علاوہ سیکرٹ سروس فنڈ بھی استعمال کیا جارہا تھا جس کی مد میں مندرجہ ذیل رقوم مختص کی گئی تھیں جن کے خرچ کی کوئی تفصیل ریکارڈ پر موجود نہ ہے۔

گزشتہ دور حکومت میں سیکرٹ فنڈ کی تفصیل

سال	2003-04	2004-05	2005-06	2006-07	2007-08
رقوم	40,00,00,000/-	40,00,00,000/-	40,00,00,000/-	10,00,00,000/-	10,00,00,000/-

موجودہ حکومت پنجاب نے اقتدار سنبھالتے ہی سیکرٹ فنڈ کو فی الفور موقوف کر دیا اور اس ضمن میں کوئی فنڈ اب تک نہ لئے گئے ہیں۔ جہاں تک وزیر اعلیٰ پنجاب کے صوابدیدی فنڈ کا تعلق ہے۔ مذکورہ سالوں میں درج ذیل رقوم مختص کی گئیں۔

2008-09	2009-10
4,10,00,000/-	6,50,00,000/-

یہ ایک غلط تاثر ہے کہ یہ فنڈ وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر ہے اور وہ اسے جہاں چاہیں خرچ کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ اس فنڈ کے استعمال کے لئے باقاعدہ رولز بعنوان "Chief Minister Discretionary Grant Rules 1988" موجود ہیں جن کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس فنڈ کے تحت مہیا کی جانے والی رقوم اور اخراجات کا باقاعدہ ہر سال آڈٹ ہوتا ہے۔ قانون کے مطابق مہیا شدہ رقوم صرف مخصوص مقاصد کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

مقاصد:

1. مفلس، بیواؤں، یتیموں، طلباء، فنکاروں اور صوبے کے علماء کی مالی امداد۔
2. صوبہ کے مفلس افراد کے علاج کے لئے مالی امداد۔
3. کسی گرانقدر خدمت کے صلہ میں انعام۔
4. کسی غیر معمولی نصابی، غیر نصابی یا فنکارانہ کاوش کے صلہ میں انعام۔
5. کوئی بھی اور مقصد جو وزیراعلیٰ مناسب خیال کریں۔

اس فنڈ کے شفاف استعمال کو یقینی بنانے کے لئے جناب وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر مندرجہ ذیل طریق کار وضع کیا گیا ہے اور اس پر سختی سے عمل کیا جاتا ہے۔

طریق کار:

i. کوئی بھی مالی امداد کی درخواست وصول ہونے پر درخواست کے مندرجات اور مالی حالات متعلقہ ضلع کے ڈی سی او سے تصدیق کئے جاتے ہیں۔ درخواست کے ساتھ کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ (CNIC) کا منسلک ہونا لازمی ہے۔

ii. اس کے علاوہ علاج معالجہ کی درخواستوں پر مریض کا کسی سرکاری ہسپتال سے علاج پر اٹھنے والی رقم کا تخمینہ حاصل کیا جاتا ہے اور جہاں علاج کے لئے خطیر رقم مطلوب ہو، سپیشل میڈیکل بورڈ کی سفارشات حاصل کی جاتی ہیں۔

iii. صرف انہی درخواستوں پر صوابدیدی فنڈ سے مالی امداد منظور کی جاتی ہے جن کی متعلقہ ڈی سی اوز نے سفارش کی ہو اور درخواست گزار کو مستحق قرار دیا ہو یا جن پر متعلقہ ہسپتال یا سپیشل میڈیکل بورڈ وغیرہ نے علاج پر اٹھنے والے اخراجات فراہم کرنے کی سفارش کی ہو۔

iv. مذکورہ بالا طریق کار کے تحت مستحق پائے جانے والے افراد کے علاج اور تعلیمی اخراجات براہ راست متعلقہ ہسپتال / تعلیمی ادارے کو ادا کئے جاتے ہیں۔

v. متعلقہ شخص کو ادائیگی کراس چیک کے ذریعے کی جاتی ہے جس پر اس کا شناختی کارڈ نمبر بھی درج ہوتا ہے۔

(ب) موجودہ حکومت سیکرٹ فنڈ جو کسی شفاف ضابطہ کے تحت نہ تھا پہلے ہی ختم کر چکی ہے۔ حکومت صوابدیدی گرانٹ کو ختم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تاکہ اوپر بیان کئے گئے صاف اور شفاف مقاصد کے لئے حقدار افراد کی مدد جاری رہے۔

فیصل آباد شہر۔ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف چلائی گئی مہم کی تفصیلات

*9121: خواجہ محمد اسلام: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) فیصل آباد شہر میں محکمہ تحفظ ماحولیات نے دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف جو مہم چلائی تھی وہ کب شروع کی گئی تھی؟

(ب) ایسی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کے لئے تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور ان کے پاس سرکاری گاڑیوں کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یکم جنوری 2010 سے آج تک اس شہر میں دھواں چھوڑنے والی کتنی گاڑیوں کے چالان کئے گئے ان سے کتنا جرمانہ حکومت کے خزانہ میں جمع ہوا؟

وزیراعلیٰ(میاں محمد شہباز شریف):

(الف) دھواں اور شور پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف محکمہ تحفظ ماحولیات، حکومت پنجاب نے جنوری 2009 سے فیصل آباد میں باقاعدہ مہم کا آغاز کر رکھا ہے۔

(ب) آلودگی پیدا کرنے والی گاڑیوں کے خلاف کارروائی کے لئے محکمہ ہذا نے فیصل آباد میں تین انسپکٹر اور دو فیلڈ اسسٹنٹ متعین کر رکھے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

i. معاذ معروف (انسپکٹر) BS-13
ii. مظہر فرید (انسپکٹر) BS-13
iii. محمد افضل (انسپکٹر) BS-13
iv. محمد اقبال (فیلڈ اسسٹنٹ) BS-6
v. حافظ محمد ادریس (فیلڈ اسسٹنٹ) BS-6

ان ملازمین کے زیر استعمال ایک عدد APV-Van(LEG-09-1563) اور ایک عدد موٹر سائیکل (LEG-09-1541) ہے۔

(ج) یکم جنوری 2010 سے آج تک فیصل آباد میں کل 1996 گاڑیوں کا چالان کیا گیا جو دھواں چھوڑنے والی تھیں اور ان سے 1282000 روپے حکومت کے خزانے میں جمع ہوئے۔

ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*7469: محترمہ زوبیہ رباب ملک: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام اور عہدہ جات بتائیں؟

(ب) اس وقت کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بنیاد پر انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(ج) سال 10-2009 کے دوران کن کن ملازمین کے خلاف کتنی شکایات موصول ہوئیں اور ان شکایات کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اگر ہاں تو یہ تحقیقات کس کس افسر نے کیں اور کتنی شکایات درست ثابت ہوئیں؟

(د) اس دفتر کے سال 09-2008 اور 10-2009 کے کل اخراجات بتائیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا میں حکومت پنجاب کے 68 جبکہ وفاقی حکومت کے 38 اور کل 106 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت دفتر ہذا کے سابقہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر ملک کرامت حسین اور امتیاز حسین سینئر آڈیٹر محکمہ صحت کے خلاف اینٹی کرپشن سرگودھا میں ہونے والی ایک انکوائری میں شامل تفتیش ہیں جو کہ ابھی تک زیر التواء ہے۔ایف آئی آر کی نقل اور دیگر متعلقہ کاغذات ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) سال 10-2009 کے دوران کسی آفیسر یا اہلکار کے خلاف محکمانہ غفلت کی کوئی درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(د) ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سرگودھا کے سال 09-2008 کے کل اخراجات -/14052435 روپے ضمیمہ (ج) اور سال 10-2009 کے کل اخراجات -/16109022 روپے ہیں۔ ضمیمہ (د) ضمیمہ (ج) اور (د) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

راولپنڈی، محکمہ تحفظ ماحولیات کے عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*9153: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) راولپنڈی میں محکمہ تحفظ ماحولیات کا کتنا عملہ کام کر رہا ہے؟

(ب) اس شہر کا فضائی آلودگی کا لیول کیا ہے؟

(ج) اس شہر میں فضائی آلودگی میں اضافہ کے اسباب کون کون سے ہیں؟

(د) محکمہ ہذا نے اس شہر سے فضائی آلودگی کے خاتمہ کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ہ) ان اقدامات کی وجہ سے فضائی آلودگی میں کس حد تک کمی واقع ہوئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) محکمہ تحفظ ماحولیات راولپنڈی کے ضلعی دفتر میں 12 افراد اور ماحولیاتی لیبارٹری کے پراجیکٹ میں 14 افراد پر مشتمل عملہ کام کر رہا ہے۔

(ب) لیبارٹری کے تجزیہ کے مطابق شہر کے پرہجوم مقامات پر دھویں، Polluted Matter اور Carbon Monoxide کا لیول قومی ماحولیاتی معیار سے تجاوز کر جاتا ہے تاہم رہائشی علاقوں میں جہاں ٹریفک کی تعداد کم ہوتی ہے وہاں پر Carbon Monoxide کا level قومی ماحولیاتی معیار سے تجاوز نہیں کرتا ہے۔

(ج) فضائی آلودگی میں اضافے کے اہم اسباب میں ٹرانسپورٹ، انڈسٹری اور کوڑے کو آگ لگانا شامل ہیں۔ موسمیاتی عوامل کی وجہ سے بھی گرد وغبار کے لیول میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

(د) محکمہ ماحولیات نے اس شہر سے فضائی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے ہیں:

دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں کے خلاف اقدامات: ٹریفک پولیس کے اشتراک سے سال 2009 میں 5250 گاڑیاں چیک کیں، 937 کا چالان کیا اور مبلغ -/3,41,450 روپے جرمانہ کیا اسی طرح سال 2010 میں 7868 گاڑیاں چیک کیں، 639 کا چالان کیا اور مبلغ -/2,26,000 روپے جرمانہ کیا۔

سٹون کرشرز کے خلاف اقدامات: تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی کے مارگلہ پہاڑی پر کام کرنے والے 127 سٹون کرشرز کے مالکان کے خلاف فضائی آلودگی پھیلانے کے جرم میں تحفظ ماحولیات ایکٹ 1997 کے تحت قانونی کارروائی کی اور 103 یونٹوں کے خلاف مقدمات ماحولیاتی ٹربیونل میں دائر کئے گئے ہیں۔

اینٹوں کے بھٹوں کے خلاف اقدامات: راولپنڈی کے حدود میں آنے والے 38 بھٹوں کے خلاف تحفظ ماحولیات ایکٹ کے تحت کارروائی شروع کر دی ہے۔ علاوہ ازیں بھٹوں کے مالکان کو اینٹوں کے پکانے کی ماحولیات دوست ٹیکنالوجی سے بھی آگاہ کیا جا رہا ہے۔

مزید برآں سکول کے بچوں میں ماحولیاتی شعور پیدا کرنے کے لئے ماحولیاتی کلب بنائے گئے ہیں اور ضلعی انتظامیہ راولپنڈی نے جنگلات / درختوں کی کٹائی اور کوڑا کرکٹ جلانے پر پابندی عائد کر دی ہے۔

(ہ) مندرجہ بالا اقدامات کی وجہ سے فضائی آلودگی میں کافی حد تک کمی ہوئی ہے اور ہوا کی کوالٹی مزید بہتر ہو جائے گی۔

ضلع سرگودھا۔روڈ سیس کی دوسری قسط جاری کرنے کی تفصیلات

*7537: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چھٹی نمبری F&C(Food)1-10/2009 مورخہ 5۔اپریل 2010 بحوالہ شوگر کین ڈویلپمنٹ سیس کرشنگ سیزن 09-2008 میں پنجاب کی 6 شوگر ملوں کو پہلی قسط کے طور پر 2 کروڑ 27 لاکھ 73 ہزار اور 63 روپے جاری کئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع سرگودھا کو 33 لاکھ 85 ہزار 6 سو 70 روپے روڈ سیس کی مد میں جاری کئے گئے ہیں؟

اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات ہے تو اس کی دوسری قسط کب تک جاری کی جائے گی؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کی کوشش ہے کہ دوسری قسط جلد از جلد ادا کر دی جائے تاہم موجودہ مالی مشکلات اور سیلاب زدہ علاقوں کی فوری ضروریات کے پیش نظر اس بابت کوئی حتمی تاریخ دینا ممکن نہ ہو گا البتہ یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ یہ تمام اقساط جلد از جلد ادا کرنے کی کاوشیں کی جارہی ہیں۔

ضلع راولپنڈی، رقم کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*9155: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران محکمہ تحفظ ماحولیات ضلع راولپنڈی کو کتنی رقم سال وار فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران کتنی رقم فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے خرچ کی گئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سے فیکٹریوں/کارخانوں کے wastage کو کنٹرول کرنے کے منصوبہ جات پر رقم خرچ ہوئی، تفصیل سال وار بتائیں؟

(د) کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں/ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری دفاتر کی تعمیر اور تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلعی آفیسر ماحولیات راولپنڈی کے دفتر کو مالی سال 10-2009 میں -/35,94,000 روپے جبکہ سال 11-2010 میں -/36,02,000 روپے تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لئے فراہم کئے گئے۔

(ب) پاکستان کے ماحولیاتی تحفظ کے ایکٹ مجریہ 1997 کے مطابق فضائی آلودگی کے خاتمے کے لئے رقم خرچ کرنے اور آلات (Air Pollution Control Devices) لگانے کی ذمہ داری آلودگی پیدا کرنے والے کی ہے۔ان سالوں کے دوران محکمہ ماحولیات نے ترقیاتی پراجیکٹ کے تحت راولپنڈی اور مری شہر میں ماحولیاتی آلودگی کی جانچ کے لئے ماحولیاتی لیبارٹریاں اور ایک Environmental Squad قائم کیا جن پر تقریباً 28 ملین روپے خرچ ہوئے۔سال 2010 میں 421 فیکٹریوں/سٹون کریشرز/پولٹری فارمز/ہسپتالوں/گھروں اور دیگر آلودگی پیدا کرنے والے یونٹوں کے خلاف ماحولیاتی قانون کے تحت کارروائی کی گئی۔محکمہ ہذا کے احکامات پر عمل نہ کرنے والے 410 یونٹوں کے خلاف مقدمات ماحولیاتی ٹربیونل لاہور میں دائر کئے گئے جہاں پر یہ زیر سماعت ہیں۔محکمہ کے ماحولیاتی سکواڈ نے سٹی ٹریفک پولیس راولپنڈی کے تعاون سے سال 10-2009 میں 13116 دھواں دینے والی گاڑیاں چیک کیں اور 1576 گاڑیوں کا چالان کیا اور مبلغ -/5,67,450 روپے جرمانہ کیا۔

(ج) ان سالوں کے دوران ضلعی دفتر تحفظ ماحولیات راولپنڈی کو فیکٹریوں/کارخانوں کے فاضل مواد wastage کو کنٹرول کرنے کے منصوبہ جات کے لئے الگ طور پر کوئی رقم مہیا نہیں کی گئی جس کی وضاحت جز (ب) میں کی گئی ہے۔

(د) سال 10-2009 اور 11-2010 میں ضلعی دفتر ماحولیات راولپنڈی کے جملہ سٹاف کے لئے تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/45,27,259 روپے جبکہ ٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ -/1,81,646 روپے خرچ ہوئے۔اسی طرح ماحولیاتی لیبارٹریوں کی جملہ سٹاف کی

تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/48,62,115 روپے خرچ ہوئے اور ٹی اے / ڈی اے کی مد میں مبلغ -/31,599 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ضلعی دفتر تحفظ ماحولیات راولپنڈی اور ماحولیاتی لیبارٹری پراجیکٹس دونوں کرائے کی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ان دفاتر کی تزئین و آرائش کے لئے کوئی رقم مختص ہوئی اور نہ ہی خرچ ہوئی۔

ضلع راجن پور۔ سیلاب کی وجہ سے قرضہ جات کی معافی و دیگر تفصیلات

*7613: چودھری محمد اسد اللہ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع راجن پور کو سال 2008 میں سیلاب کی وجہ سے آفت زدہ قرار دے کر ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ معاف کر دیئے گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فصل خریف 2008 کے لئے مختلف بنکوں سے لئے گئے قرضہ جات کی معافی کے لئے محکمہ خزانہ پنجاب نے فنانس ڈویژن اسلام آباد سے یہ معاملہ اٹھایا لیکن فنانس ڈویژن نے قرضہ جات کی معافی کے لئے وزیر اعظم پاکستان سے رابطہ کرنے کو کہا؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اتنی مدت گزرنے کے باوجود مذکورہ علاقہ کے قرضہ جات معاف نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں اور یہ قرضہ جات کب تک معاف کر دیئے جائیں گے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) ضلع راجن پور کے سیلاب سے متاثرہ 139 مواضعات کو آفت زدہ قرار دیا گیا تھا اور ان علاقہ جات کا زرعی انکم ٹیکس، آبیانہ، ترقیاتی محاصل اور لوکل ریٹ کلی طور پر معاف کر دیئے گئے تھے۔ اس کے علاوہ بنکوں اور متعلقہ اداروں سے کہا گیا کہ متاثرین کے زرعی قرضہ جات مؤخر کر دیئے جائیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ محکمہ خزانہ پنجاب نے فصل خریف 2008 کے لئے مختلف بنکوں سے لئے گئے قرضہ جات کی معافی کے لئے نومبر 2008 میں فنانس ڈویژن اسلام آباد سے یہ

معاملہ اٹھایا۔تاہم یہ بات درست نہ ہے کہ فنانس ڈویژن نے قرضہ جات کی معافی کے لئے وزیراعظم پاکستان سے رابطہ کرنے کو کہا۔

(ج) ان قرضہ جات کو معاف نہ کرنے کی بنیادی وجہ فنانس ڈویژن اسلام آباد کا وہ خط ہے جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ قاعدہ کے مطابق بنک آفت زدہ علاقوں میں جو سہولیات فراہم کر سکتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ ان قرضہ جات کو reschedule کیا جائے۔وہ بھی اس صورت میں کہ جب متعلقہ بورڈ آف ریونیو ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دے۔

ضلع چنیوٹ، فضائی آلودگی کی تفصیلات

*9399: سید حسن مرتضیٰ: کیاوزیر تحفظ ماحولیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں محکمہ کے کتنے دفاتر ہیں، ان میں کتنے ملازمین گریڈ ایک تا16 میں کام کر رہے ہیں، کیا یہ ملازمین مذکورہ ضلع کی آبادی کے لئے فضائی آلودگی کو کنٹرول کرنے کے لئے کافی ہیں، اگر نہیں تو یہاں پر مزید ملازمین بھرتی کرنے کا کیا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) ضلع چنیوٹ کے شہری علاقوں میں فضائی آلودگی پھیلانے والی کتنی سٹیل ملز و دیگر فیکٹریاں کام کر رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان فیکٹریوں کو شہری علاقوں سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) فی الحال ضلع چنیوٹ میں محکمہ تحفظ ماحولیات کا کوئی باقاعدہ دفتر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ملازم گریڈ ایک تا16 میں کام کر رہا ہے تاہم محکمہ نے ضلع چنیوٹ میں ماحولیات کا دفتر قائم کرنے کے لئے ایک ریفرنس برائے سکیل ایک تا17 کی 14 اسامیوں اور اس کے لئے مختص بجٹ مبلغ -/27,60,000 فنانس ڈیپارٹمنٹ (ڈسٹرکٹ گورنمنٹ) کو بھجوایا ہوا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات ضلع جھنگ کو محکمہ تحفظ ماحولیات چنیوٹ کے ضلع کا اضافی چارج دیا گیا ہے۔

(ب) ضلع چنیوٹ کے شہری علاقوں میں فضائی آلودگی پھیلانے والی کوئی سٹیل مل یا بڑی فیکٹری نہ ہے۔گھریلو سطح کے چھوٹے چھوٹے لوہا پگھلانے والے ایک دکان پر مشتمل چند کارخانے ہیں۔اس کے علاوہ چھوٹے بڑے تین چار ہزار لکڑی کے کارخانے ہیں۔

(ج) گھریلو سطح کے چھوٹے چھوٹے کارخانوں سے محکمہ کو عوام کی جانب سے کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔شکایت موصول ہونے کی صورت میں محکمہ قانون کے مطابق کارروائی کرتا ہے۔ ان فیکٹریوں کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا اختیار محکمہ ہذا کے پاس نہ ہے۔

صنعتی مزدوروں کی تنخواہ بڑھانے کا معاملہ

*7850: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 2010-11 کے بجٹ میں صنعتی مزدوروں کی کم از کم تنخواہ۔/7000 روپے کرنے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے ابھی تک صوبہ میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی تنخواہ۔/7000 روپے کا نوٹیفکیشن نہیں کیا،اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) محکمہ خزانہ ورک چارج ملازمین کے لئے schedule of wage rates کا نوٹیفکیشن جاری کرتا ہے جو کہ محکمہ اریگیشن و پاور، محکمہ کیمونیکیشن اینڈ ورکس، محکمہ لوکل گورنمنٹ، محکمہ ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ملازمین پر لاگو ہوتا ہے۔

(ب) محکمہ خزانہ نے 2011 schedule of wage rates کے لئے نوٹیفکیشن بتاریخ 14۔مارچ 2011 کو جاری کر دیا ہے جس کے مطابق صوبہ میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی کم از کم ماہانہ تنخواہ سات ہزار روپے ہو گئی ہے۔

ضلع چنیوٹ، این او سی کے بغیر کام کرنے والے پولٹری فارمز کی تفصیلات

*9400: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر تحفظ ماحولیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں کتنے ایسے پولٹری فارمز ہیں جنھوں نے محکمہ سے این او سی حاصل نہیں کیا؟

(ب) کیا محکمہ نے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے،اگر کی تو کن کن پولٹری فارمز کے خلاف،ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

وزیر اعلیٰ (میاں محمد شہباز شریف):

(الف) ضلع چنیوٹ میں 10 بڑے پولٹری فارمز ہیں اور ان میں سے 2 عدد بڑے پولٹری فارمز یعنی عامر پروٹین فارم اور عروس پروٹین فارم نے محکمہ سے این او سی حاصل کیا ہے۔

(ب) محکمہ تحفظ ماحولیات پنجاب نے مندرجہ ذیل 5 عدد پولٹری فارموں کے خلاف پاکستان ماحولیاتی ایکٹ 1997 کے تحت کارروائی کی ہے اور نیتجتاً انہوں نے محکمے سے این او سی حاصل کرنے کے لئے درخواست دائر کر دی ہے۔

1- رائل ایکر پروٹین فارم
2- اتفاق پولٹری فارم
3- چنیوٹ پولٹری فارم
4- طاہر آباد پروٹین فارم
5- تاج پروٹین فارم

مندرجہ ذیل تین پولٹری فارموں کے خلاف پاکستان ماحولیاتی قانون 1997 کے تحت قانونی کارروائی کی جارہی ہے۔

1- عاصم علی پروٹین فارم
2- علی رضا پروٹین فارم
3- رانا پروٹین فارم

سرگودھا۔ بنک آف پنجاب کے قرضہ جات کی فراہمی ودیگر تفصیلات

*7851: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بنک ریجنل آفس سرگودھا نے 09-2008 سے اب تک کتنے لوگوں اور اداروں وصنعتکاروں کو قرضہ جات فراہم کئے؟

(ب) ان اداروں اور لوگوں کے نام اوران کو کتنا کتنا قرضہ جاری کیا گیا، کس شرح سود پر، سال وار مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ قرضہ جات کس اتھارٹی کی اجازت سے منظور کئے گئے، اس کا نام، عہدہ، گریڈ سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب بنک ریجنل آفس سرگودھا نے 09-2008 سے اب تک 373 افراد/ اداروں وصنعتکاروں کو قرضہ جات فراہم کئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 1 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان اداروں اور لوگوں کے نام اور ان کو کتنا کتنا قرضہ اور کس شرح سود پر اور کس سال جاری کیا گیا اس کی تفصیل تتمہ (الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے کے کالم نمبر3،6،7میں درج ہے۔

(ج) یہ قرضہ جات بنک آف پنجاب کی کریڈٹ کمیٹی نے منظور کئے۔

پنجاب بنک ہیڈ کوارٹر لاہور سے جاری کئے گئے قرضہ جات کی تفصیلات

*7856: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بنک ہیڈ کوارٹر لاہور نے2008 سے اب تک کن کن لوگوں اور اداروں کو قرضہ جات فراہم کئے؟

(ب) ان اداروں اور لوگوں کے نام اور ان کو کتنا کتنا قرضہ جاری کیا گیا کس شرح سود پر سال وار مکمل تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ج) یہ قرضہ جات کس کس اتھارٹی کی اجازت سے جاری کئے گئے؟

(د) مذکورہ قرضہ جات کی واپسی کتنے کتنے عرصہ کے بعد ہونی ہے، تاریخ وسال سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) پنجاب بنک نے سال2008 سے اب تک جن لوگوں اور ادارہ جات کو قرضہ جات فراہم کئے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	تعداد
2008	1790
2009	721
2010	2401

مجموعی طور پر تین سالوں میں4912لوگوں اور اداروں کو قرضہ جات فراہم کئے گئے جس کی تفصیل تتمہ (الف) صفحہ نمبر1اور صفحہ نمبر2تا صفحہ نمبر133کالم نمبر3ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن اداروں اور لوگوں کو قرضہ جات فراہم کئے گئے اس کی مکمل تفصیل تتمہ (الف) صفحہ نمبر2تا133کالم3، کالم5اور کالم7ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ قرضہ جات جس اتھارٹی کی اجازت سے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) صفحہ نمبر2تا133کالم8ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان قرضہ جات کی تاریخ اجراء وتاریخ واپسی مع سال وتاریخ تتمہ (الف) صفحہ نمبر 2 تا 133 کالم 4 اور 6 پر بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبائی ملازمین کو سیکرٹریٹ / پرسنل الاؤنس کی مد میں پنشنری مراعات کی ادائیگی کا معاملہ

*8012: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزارت خزانہ حکومت پاکستان نے سپریم کورٹ آف پاکستان کے ایک فیصلہ مورخہ 25۔ مئی 2009 کی روشنی میں اپنے ملازمین کو سیکرٹریٹ / پرسنل الاؤنس کی مد میں پنشن کی مراعات کی ادائیگی کے لئے ایک مراسلہ نمبری 6/2007/1163. F.13(4)-Reg مورخہ 17۔ دسمبر 2009 جاری کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی حکومت کے ملازمین کو اس الاؤنس کی مد میں پنشنری مراعات کی ادائیگی شروع کر دی گئی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت نے بھی اپنے ملازمین کو سیکرٹریٹ / پرسنل الاؤنس کی مد میں پنشنری مراعات ادا کرنی شروع کر دی ہیں، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ کریں؟

(د) کیا صوبائی حکومت مذکورہ مراعات کی ادائیگی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) صوبائی حکومت نے اپنے محدود وسائل کے پیش نظر وفاقی حکومت کی پالیسی کو نہیں اپنایا۔ مزید برآں اسی موضوع پر مختلف عدالتوں میں دائر مقدمات کے فیصلے صوبائی حکومت کے حق میں ہوئے ہیں۔ جبکہ کچھ مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر بحث ہیں۔

(د) جواب (ج) میں درج ہے۔

چیف منسٹر مانیٹرنگ فورس برائے صحت وایجوکیشن میں ایم ای اے کی 50 فیصد تنخواہیں بڑھانے کا معاملہ

*8057: سردار خالد سلیم بھٹی: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2006 میں چیف منسٹر مانیٹرنگ فورس برائے صحت وایجوکیشن میں ایم ای اے (مانیٹرنگ اینڈ ایلیویشن اسسٹنٹ) کو on contract بھرتی کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مالی سال 11-2010 کے بجٹ میں حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 50 فیصد تک اضافہ کیا ہے مگر ان ملازمین کی تنخواہیں نہیں بڑھائی گئیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان ایم ای اے کی تنخواہوں میں اضافہ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں کیا حکومت ان کی تنخواہیں بڑھانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) مانیٹرنگ اینڈ ایلیویشن اسسٹنٹ کو چیف منسٹر مانیٹرنگ فورس برائے صحت وایجوکیشن میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر فکسڈ پے پیکج پر بھرتی کیا گیا تھا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ کے سرکلر نمبر FD.PC.2-2/2010 مورخہ 15-07-10 کے مطابق وہ ملازمین جو کسی اسامی کے بنیادی پیمانہ تنخواہ پر تعینات ہوئے تھے ان کے لئے 50 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ وہ ملازمین جو فکسڈ پے پیکج پر بھرتی ہوئے تھے ان کی تنخواہوں میں 50 فیصد اضافہ نہیں کیا گیا۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کے لئے وفاقی حکومت نے بھی کوئی سہولت نہ دی ہے۔ چونکہ مانیٹرنگ اینڈ ایلیویشن اسسٹنٹ کو بھی فکسڈ پے پیکج پر بھرتی کیا گیا تھا اس لئے وہ پالیسی کے مطابق اضافہ کے مستحق نہ ہیں۔

بنک آف پنجاب سے جاری کئے گئے قرضہ جات کی تفصیلات

*8684: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دی بنک آف پنجاب سے یکم جنوری 2002 سے 30۔ جون 2008 تک جن افراد کو ایک کروڑ یا اس سے زائد مالیت کا قرضہ دیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات اگر کوئی فرم / کمپنی ہے تو اس فرم / کمپنی کا نام اور ان کے مالکان کے نام، پتا جات بتائیں؟

(ب) ان کو یہ قرض دینے کے لئے کس کس چیز کی گارنٹی لی گئی؟

(ج) گارنٹی کی مالیت اور قرض کی مالیت کا فرق بنک قانون کے مطابق کتنا ہونا ضروری ہے؟

(د) کیا ان قرض دہندگان کے معاملات میں بنک قوانین کو ملحوظ خاطر رکھا گیا؟

(ہ) کس کس پارٹی / فرم / فرد کو بنک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کتنا کتنا قرض دیا گیا؟

(و) یہ قرض کن کن افسران نے sanction کیا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ز) آج تک بنک کو کتنا قرض ان سے واپس ملا ہے، کتنا ابھی باقی ہے اور کون کون سی پارٹی / فرم اور افراد defaulter ہیں، حکومت ان سے قرض کی وصولی کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر خزانہ (جناب کامران مائیکل):

(الف) بنک آف پنجاب سے یکم جنوری 2002 سے 30۔ جون 2008 تک جن افراد / فرمز / کمپنیز کو ایک کروڑ یا اس سے زائد مالیت کے قرضے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 2،3،4 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد / فرمز / کمپنیز کو قرض دینے کے لئے جس چیز کی گارنٹی لی گئی اس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم نمبر 7 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گارنٹی کی مالیت اور قرض کی مالیت کا فرق گارنٹی اور قرض کی نوعیت کے مطابق ہوتا ہے۔

(د) جی ہاں! اکثر قرض دہندگان کے معاملات میں بنک قوانین کو ملحوظ خاطر رکھا گیا۔ تاہم جن قرضہ جات کے جاری کرنے میں بے قاعدگیاں ہوئیں ان کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 9 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میں سنگل (*) asterisk اور ڈبل (**) asterisk لگا کر کر دی گئی ہے۔

(ہ) تمام قرضہ جات بنک قوانین کے مطابق ہی جاری کئے گئے۔ تفصیل تتمہ (الف) کالم 10 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم جن قرضہ جات کے جاری کرنے میں بے قاعدگیاں ہوئیں ان کی تفصیل تتمہ (الف)، کالم نمبر 10 میں سنگل (*) asterisk اور ڈبل (**) asterisk لگا کر کر دی گئی ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) کالم 10 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) تمام قرضے بنک آف پنجاب کی کریڈٹ کمیٹی نے منظور کئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 11 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) مورخہ 30۔جون 2008 کی پوزیشن کے مطابق بنک نے جن افراد اور اداروں سے ریکوری کی ہے، اس کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 13 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ریکوری کی رقم صرف نادہندہ (کلاسیفائیڈ) قرضہ جات سے متعلق ہے، کیونکہ زیادہ تر قرضہ جات (ریوالونگ) طرز کے ہیں، جن کی اقساط سے واپسی نہیں ہوتی بلکہ سود کی رقم وقت مقررہ پر وصول کی جاتی ہے اور تجدید ہوتی رہتی ہے۔ علاوہ مزید ریکوری کے عمل کو تیز کرنے کے لئے بنک نے ایک مخصوص یونٹ بنایا ہوا ہے جو انتہائی سرعت سے وصولی کے عمل اور مقدمات کی پیروی کر رہا ہے۔

کورم کی نشاندہی

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کے بغیر House کی sense کا فیصلہ نہ لیں، دوسری بات یہ کہ کورم بھی نہیں ہے اور یہ کھلا تضاد ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ کورم کی نشاندہی کر رہی ہیں؟

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! جی،

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

جی، کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گنتی کی جائے۔ (دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے اس لئے میں گورنر صاحب کے آرڈر پڑھتا ہوں۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(110)/2012/513.Dated 6th February 2012. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Sardar Muhammad Latif Khan Khosa**, Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab w.e.f. February 06, 2012 (Monday) after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

Dated Lahore, the
3rd February, 2012

SARDAR MUHAMMAD LATIF KHAN KHOSA
GOVERNOR OF THE PUNJAB"